Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامۂ اُردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مدیر

علی محمد اجمیری

بابت ماہ شوال ۱۳۶۱ھ مطابق ماہِ نومبر ۱۹۴۲ء

ماہِ نبوت ۱۳۲۱ھش

جلد ۴۱ عدد ۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چون روپے	نوے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

(یعنی)

دُنیا کے مذاہب پر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۱ | ماہ شوال ۱۳۶۱ ہجری مطابق ماہِ نومبر ۱۹۴۲ء | عدد ۱۱

فہرستِ مضامین

سُلطان القلم	۲	صاحبزادہ عبدالمنان صاحب عمر ایم۔اے۔
حضرت اُمّ المومنین مدظلہا العالی کی ذریتِ طیبہ اور مصلح موعود	۱۷	ملک محمد عبداللہ صاحب فاضل
ذکرِ حبیب	۲۵	جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب تاجر بمبئی۔
سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات	۳۳	جناب گیانی واحد حسین صاحب۔
جاوا کی آگ	۳۸	جناب مولٰنا محمد الدین صاحب سابق مبلغ امریکہ۔
وصیتیں	۴۱	

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخص پر وارد ہوتا ہے، جو یقین رکھتا ہے، یا ظن رکھتا ہے، کہ شاید عذاب الٰہی نازل ہو جائے، یہ سب علامتیں اسمیں پائی گئیں، اور وہ عجیب طور پر اپنی بے چینی اور بے آرامی جا بجا ظاہر کرتا رہا۔ اور خدا تعالیٰ نے ایک حیرت ناک خوف اور اندیشہ اس کے دل میں ڈالدیا، کہ ایک پات کا کھڑکا بھی اس کے دل کو صدمہ پہنچاتا رہا۔ اور ایک کتے کے سامنے آنے سے اسکو ملک الموت یاد آیا۔ اور کسی جگہ اس کو چین نہ پڑا۔ اور ایک سخت ویرانے میں اس کے دن گزرے، اور سراسیمگی اور پریشانی اور بیتابی اور بیقراری نے اُس کے دل کو گھیر لیا۔ اور ڈرانے والے خیال رات دن اُس پر غالب رہے۔ اور اُس کے دل کے تصوروں نے عظمتِ اسلامی کو ردّ نہ کیا، بلکہ قبول کیا۔ اس لئے وہ خدا جو رحیم و کریم اور سزا دینے میں دھیما ہے اور انسان کے دل کے خیالات کو جانچتا اور اس کے تصورات کے موافق اس سے عمل کرتا ہے، اس نے اسکو اس صورت پر نہ پایا، جسمیں فی الفور کامل ہاویہ کی سزا یعنی موت بلا توقف اس پر نازل ہوتی۔ اور ضرور تھا، کہ وہ کامل عذاب اسوقت تک تھما رہے، جبتک کہ وہ بیباکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔" (انوار الاسلام صہ ۳ تا ۴)

کسی کی دلی بیقراری، بیتابی اور سراسیمگی کی حالت کا اس سے بہتر نقشہ کوئی کیا کھینچ سکیگا؟

کفارہ کے باطل عقیدہ پر کتاب البریۃ صفحہ ۴۲ میں آپ فرماتے ہیں :-

"گناہوں سے بچنے کے لئے اُس نور کی تلاش میں لگنا چاہیئے، جو یقین کی کرنوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہوتا اور ہمت بخشتا اور قوت بخشتا اور تمام شبہات کی غلاظتوں کو دھو دیتا اور دل کو صاف کرتا اور خدا کی ہمسائگی میں انسان کا گھر بنا دیتا ہے۔ پس افسوس ان لوگوں پر کہ بچوں کی طرح گرد و غبار میں کھیلتے اور کوڑیوں پر لیٹتے ہیں۔ اور پھر آرزو کرتے ہیں کہ ہمارے کپڑے سفید رہیں۔ اور حقیقی نور کو تلاش نہیں کرتے، اور پھر چاہتے ہیں کہ ظلمت سے نجات پا جائیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روابط کی کثرت زورِ کلام میں اکثر مخل ہوا کرتی ہے۔ "اور" "اور" وغیرہ الفاظ کی زیادتِ استعمال سے عبارت میں پھُسپھُساپن پیدا ہوجانا ایک عام بات ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ اوپر کے دونوں اقتباسوں میں باوجودیکہ کثرت سے لفظ "اور" کی تکرار ہوئی ہے، نہ تو کلام کی برگزیدگی میں کوئی فرق آیا ہے، اور نہ زورِ کلام میں کوئی کمی پیدا ہوئی ہے۔ بلکہ اکثر مقام تو ایسے ہیں، کہ اگر وہاں سے یہ لفظ حذف کر دیا جائے تو عبارت کو پڑھنے میں طبیعت پر ایک ناگوار بوجھ پڑتا ہے۔ کامیابی کے ساتھ یہ طرزِ تحریر صرف اسی شخص کی تصنیف میں مل سکتی ہے، جس کو قدرت کی طرف سے قلم پر پورا اقتدار عطا کیا گیا ہو۔

ایک جگہ آپ اِس سلسلہ کی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے، جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجّت اور بُرہان کی رو سے سب پر انکو غلبہ بخشیگا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا، جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا۔ اور ہر ایک کو جو اِس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے، نامراد رکھیگا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہیگا، یہانتک کہ قیامت آجائے.......... مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں، وہ تمام مریں گے، اور کوئی انہیں سے عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیگا۔ اور پھر انکی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرگی، اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیگا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مریگی، اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالیگا، کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گیا، اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی، مگر مریم کا بیٹا عیسٰی ابتک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اِس عقیدہ سے بیزار ہوجائیں گے، اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسٰیؑ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے، اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا، اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسکو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۴ و ۶۵)

قطع نظر اس حقیقت کے کہ میں اُس زمانہ میں جبکہ مسلمان آسمان پر نظریں لگائے بیٹھے تھے، اور نواب صدیق حسن خاں جیسے مشہور اہل قلم نے بھی یہ لکھدیا تھا کہ حضرت عیسٰی ابن مریم کے آسمان سے نزول فرمانے کا یہی زمانہ ہے، آپ نے نہایت سختی سے اس خیال کو رد فرمایا۔ اور اس وقت کہ یہ سلسلہ اپنی ابتدائی کمزوری کے میدان کو دو چار قدم بھی طے نہ کرسکا تھا، پورا پورا یقین ظاہر کرنے والے الفاظ میں اس کی عظیم الشان ترقیات کی بشارت دی۔ یہ موقع سرسری طور پر گذر جانے کا نہیں، بلکہ سنجیدگی کیساتھ ٹھیر کر غور کرنے کا ہے کہ جن الفاظ میں آپ نے اپنی یہ دونوں تحدّیاں پیش کی ہیں، وہ کیسے پُرزور، کیسے شاندار اور کیسے واثق یقین سے معمور ہیں۔

اگر سلسلہ اقتباسات کے طویل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو ہم آپکو دکھاتے، کہ کلام میں زور پیدا ہونے کے طریقے مثلاً کسی لفظ یا جملے کا کلام کے شروع یا آخر میں آنا یا ان کے محل استعمال کا بدل دیا جانا یا الفاظ کا بیان انکی دلالتِ مطابقی، تضمنی، التزامی میں پایا جانا، یا استفہام اقراری و انکاری کا استعمال میں آنا وغیرہ کس خوبی و خوش اسلوبی سے آپکی تحریروں میں پائے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے زمانہ کا ادبی پس منظر دیکھنے کے لئے ہمیں اردو زبان کے ایک بہت بڑے نقاد مولوی محمد حسین آزاد کے یہ الفاظ بھی پڑھ لینا چاہئیں:۔

"زبان اردو کے پاس جو سرمایہ ہے، وہ شعرائے ہند کی کمائی ہے، جنہوں نے فارسی کی بدولت اپنی دوکان سجائی ہے۔ اِس سرزمین کی ہوا بگڑی ہوئی ہے۔ جو کچھ ہے وہ اتنا ہی ہے، کہ فارسی کے پروں سے اُڑی۔ لفاظی اور مبالغوں کے زور سے آسمان پر چڑھ گئی۔ اور وہاں سے جو گری تو استعاروں کی تہ میں ڈوب کر غائب ہوگئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

..... ہماری طبع آزمائی کا زور اب تک فقط چند مطالب میں محصور ہے۔ مضامین عاشقانہ، گلگشت مستانہ، تصیبوں کا رونا، امید موہوم پر خوش ہونا، اِن محدود دائروں سے ذرا بھی نکلنا چاہیں، تو قدم نہیں اٹھا سکتے۔ یعنی کوئی واقعی سرگذشت یا علمی مطلب یا اخلاقی مضمون کے اظہار پر قادر نہیں۔"

آزاد کا یہ تبصرہ ۱۸۸۵ء کے قریب کی اردو پر ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے، کہ حضرت اقدس کے عہد سے پہلے تک زبان کا جو انداز تھا، اس کے پیش نظر آپکی تحریروں نے اردو ادب میں ایک جدید اعلیٰ ساتھ ہی نہایت ہی دلنواز باب کا اضافہ کیا ہے۔ کیا یہ امر تعجب انگیز اور قابل ستائش نہیں کہ اس زمانہ میں جب کہ سارا زور ایسی رنگین عبارتوں میں لگایا جا رہا تھا، جو تشبیہات و استعارات خیالی سے بھری ہوئی ہوں اور جن کے تمام محاسن کی وسعت صرف الفاظ میں سمٹ کر رہ گئی ہو، اور جس کی کیفیت بقول پروفیسر آزاد یہ ہو، کہ "وہ فارسی کے پروں سے اُڑی، لفاظی اور مبالغوں کے زور سے آسمان پر چڑھ گئی، اور وہاں سے جو گری تو استعاروں کی تہ میں ڈوب کر غائب ہو گئی"۔ اس کے خلاف حضرت اقدس کی تحریریں اشکال سے خالی، ابہام سے پاک اور حشو و زوائد سے معرّا ہیں۔ اور آپ کا اسلوب بیان بے تکلف، سادہ اور آسان نظر آتا ہے۔ اور آپکی تصانیف دیکھ کر صفائی کے ساتھ ظاہر ہو جاتا ہے، کہ جو زبان کسی واقعی سرگذشت یا علمی مطلب یا اخلاقی مضمون کے اظہار پر قادر نہ تھی، وہ جواہر حقائق و معارف کے انبار در انبار سے معمور کر دی گئی ہے۔

آج جبکہ نصف صدی سے زائد زمانہ گذر چکا ہے، ہمارے لئے یہ آسان ہے، کہ ہم زبان و ادب کے رجحانات اور اس کی ارتقائی منازل کا پتہ لگا کر اپنے لئے ایک ہموار اور سادہ راستہ اختیار کر سکیں۔ اور زبان و ادب کے اُن قدیم سانچوں کو ہاتھ نہ لگائیں، جو اب متروک ہو چکے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ایک دور ارتقاء سے گذر رہے تھے، اور اُسوقت ملک میں عام طور پر پسند آئینوالی طرز انشاء کا کوئی چرچا نہ تھا۔ اس پر بھی آپ کی تحریروں میں یہ دل نشین انداز پایا جانا یقیناً نہایت حیرت انگیز اور قابل تعریف ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی مصنف کو کامیاب بنانے والی ایک یہ چیز بھی ہوتی ہے، کہ وہ جس زبان اور طرز ادا میں اپنے خیالات کا اظہار کرے، وہ زیادہ عرصہ تک قائم رہنے والی ہو۔ اوپر ہم نے اردوئے معلّٰی کے ہیرو آزاد کا ذکر کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ ادب اردو میں انکا پایہ بہت بلند ہے، جو طرز انشاء انہوں نے اختیار کی، اور جس کا رنگ انکی کتاب نیرنگ خیال میں بہت نمایاں ہے، اسمیں زیادہ عرصہ تک زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ جس رنگ کے خلاف انہوں نے اپنی تحریروں میں علم بغاوت بلند کیا تھا، اس کا آخری مظاہرہ خود انکی تحریروں میں نظر آتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو طرز اختیار کی، اسکی تازگی، شادابی اور بہار اب بھی قائم ہے۔

"اسلامی اصول کی فلاسفی" کے صفحہ ۸۶ پر آپ فرماتے ہیں :-

"اسلام اور دعائے فاتحہ دنیا میں خدا تک پہنچنے اور حقیقی نجات کا پانی پینے کے لئے یہی ایک اعلیٰ ذریعہ ہے۔ بلکہ یہی ایک ذریعہ ہے، جو قانون قدرت نے انسان کی اعلیٰ ترقی اور وصالِ الٰہی کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور وہی خدا کو پاتے ہیں جو اسلام کے مفہوم کی روحانی آگ میں داخل ہوں، اور دعائے فاتحہ میں لگے رہیں۔ اسلام کیا چیز ہے؟ وہی جلتی ہوئی آگ جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارے مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے۔ ایسے چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں۔ اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں پیوند پکڑتی ہیں، جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے۔ بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے، اور ایک آگ اوپر سے ہم پر اترتی ہے، ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے، اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں۔ اس حالت کا نام قرآن شریف کی رو سے اسلام ہے۔"

آؤ عیسائیو! اِدھر آؤ! نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جسقدر خوبیاں ہیں قرآں میں کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر پہ خالق ہے اُسکو یاد کرو — یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار — کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو! — کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
عیشِ دنیا سدا نہیں پیارو — اِس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو — کوئی اسمیں رہا نہیں پیارو

... ...

اے عزیزو! سنو کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اُس نور کی خبر ہی نہیں — ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں

... ...

اُس کے منکر جو بات کہتے ہیں — یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں — میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سُنیں — مجھ سے وہ صورت و جمال سُنیں

آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یونہی امتحاں سہی،

پہلی تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے، اور دوسرا اقتباس براہین احمدیہ حصہ سوم سے لیا گیا ہے۔ گویا اِن تحریروں پر نصف صدی گذرتی ہے۔ لیکن انکی تازگی اور بہار میں کوئی فرق نہیں آیا۔ دیکھنے والی بات یہ ہے، کہ کوئی یا اقتدار صاحب قلم اگر یہی مضمون آج بیان کرنا چاہے، تو کیا اس کا انداز اس سے کچھ بھی مختلف ہوگا؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کی ساتویں خوبی یہ ہے، کہ اس کا اپنا خاص رنگ ہے۔ اور آپ اس رنگ کے لئے کسی کے مقلد اور رہینِ منت نہیں، بلکہ موجد ہیں۔ صاحب طرز ہونا *He was a voice, not an echo.*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود بہت بڑا کمال ہے، اور یہ کمال آپکو حاصل تھا۔ آپ کی تحریر صاف پہچانی جاتی ہے۔ فنی ارتقاء کے باوجود اس میں یکسانیت اور ہمواری موجود ہے۔ ہزاروں صفحات کا ادبی ذخیرہ صاف شہادت دیتا ہے، کہ یہ سب ایک با اقتدار قلم کا مرہونِ احسان ہے۔ "پرانی تحریریں" اور "براہین احمدیہ" ہو یا "حقیقۃ الوحی" اور "چشمۂ معرفت" ایک صاحب طرز کے انداز کی قدر مشترک سب میں موجود ہے حالانکہ تصنیفی لحاظ سے انمیں ربع صدی سے زیادہ کا فاصلہ ہے۔ کسی نبیل نقاد کا ذکر نہیں، آپ کی تحریریں ہزاروں تحریروں کے انبار میں رکھدو، تحریر کا جوہری آپکے جواہر ریزوں کو چھانٹ کر رکھدیگا۔ آج ملک میں ہزاروں لکھنے والے موجود ہیں، لیکن بتایئے، انمیں سے کتنے ہیں، جن کی شخصیت انکی تحریر میں موجود ہے، جن کو صاحب طرز کہا جا سکتا ہے، اور جو خود اپنے انداز کے موجد اور خود ہی اس کے مجتہد ہیں ؛

پیشوایانِ مذاہب نمبر

رسالہ "ریویو" اردو کے پیشوایانِ مذاہب نمبر کے کچھ نسخے برائے فروخت موجود ہیں۔ اس میں مہاتما بدھؑ۔ کنفیوشسؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت کرشنؑ اور حضرت باباناتکؒ کی زندگیوں اور تعلیمات پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رسالہ کو تمام حلقوں میں نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ پانچ آنے کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

"ریویو" کے پرانے فائل

رسالہ "ریویو" کے پرانے فائل جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں جو کسی اور جگہ شائع نہیں ہوئے، قابلِ فروخت ہیں۔ ان فائلوں میں اور بھی بہت سے نہایت قیمتی مضامین ہیں، ہر احمدی کو ان کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کیجئے۔ مکمل ۲۴ سال کی جلدیں خریدنے والوں سے خاص رعایت کیجائیگی

ملنے کا پتہ:-

مینیجر رسالہ ریویو اردو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اُمّ المومنین مدظلہا العالی کی ذُرّیتِ طیّبہ اور مُصلح موعود

(از ملک محمد عبداللہ صاحب فاضل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک زبردست اور عظیم الشان علامت آپکی ذریتِ طیبہ ہے۔ آپکی کتب، الہامات اور دعاؤں سے یہ امر بڑی وضاحت سے ثابت ہے، کہ آپ نے اپنی اولاد کے لئے خاص طور پر اور کثرت سے دعائیں کی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبولیّت کا شرف بخشتے ہوئے آپکی اولاد کے متعلق بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خوشخبری دی ہے، کہ آپ کی اولاد خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والی اور دنیا میں الٰہی نور اور ہدایت کو پھیلانے کا موجب ہوگی۔ اسلام اور احمدیت کی شان و شوکت ان کے ذریعہ سے دنیا میں قائم ہوگی۔ اور شوکتِ اسلام کی وہ پیشگوئیاں جو آپ کے ذریعہ سے ظاہر ہونگی ہیں، وہ اِس مُبشّر اولاد کے ذریعہ سے پوری ہوکر دنیا کے کناروں تک شہرت پذیر ہونگی۔ اور حضرت اُمّ المومنین ایدّہا اللہ تعالیٰ کے بطن سے ہونے والی اولاد کو یہ فخر اور شرف حاصل ہوگا، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے الہامات اور پیشگوئیوں کا مصداق ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس بیج کی تخم ریزی کی ہے، اس کی آبیاری اِس مبشّر اولاد کے ذریعہ ہوگی اور یہ بیج دنیا میں ہرسُو بڑھیگا اور پھیلے اور پھولیگا اور ایک جہان اِس کے شیریں اثمار سے مستفید و متمتع ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا، کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالیگا۔ اور اسمیں سے وہ شخص پیدا کرے گا، جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اِس لئے اسنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہربانو تھا، اسی طرح میری یہ بیوی جو آیندہ خاندان کی ماں ہوگی، اُس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کیطرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہاں کی مدد کے لئے میرے آیندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۴، ۶۵)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَأَیْتَ خَدِیْجَتِیْ کے الہام کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا جس سے بفضلہ تعالیٰ چار لڑکے پیدا ہوئے۔ اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا، کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے۔ جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا۔ اور نیز یہ اسطرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی۔"

(نزول المسیح صفحہ ۱۴۶)

ان بشارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت ام المومنین ایدہا اللہ تعالیٰ وہ مبارک وجود ہیں، جن کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا تھا، کہ وہ ایک مبارک نسل ہوگی، جس کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائی ہوئی تعلیم اور ہدایت دنیا میں قائم ہوگی۔ اور یہ ساری اولاد اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے ماتحت ہونے والی ہے۔ اور اس کے فضلوں کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے والی ہے۔ اور اس بشر اولاد میں سے بھی ایک لڑکا ایسا ہوگا جو خاص طور پر موعود ہے۔ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔ اور روحانیت کے لحاظ سے الٰہی نور اور جلال کا مظہر ہوگا۔ قومیں اس کے مطہر وجود سے برکت حاصل کرینگی۔ اور بیمار اور حاجتمند اُس کے انفاس قدسیہ سے تسکین حاصل کریں گے۔ اُس مسیحا نفس انسان کی بشارت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت ونسل ہوگا۔ ...... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلیٰ کَاَنَّ اللّٰہ نَزَلَ مِنَ السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کیطرف اٹھایا جائے گا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا"۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و تذکرہ صفحہ ۱۴۱ و صفحہ ۱۴۲)

پسر موعود کی اس پیشگوئی کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دیگر تصانیف میں بھی متعدد مقامات پر کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

(ا) "ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا، وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الحق والعلاء کَاَنَّ اللّٰہ نَزَلَ مِنَ السَّمَاء۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۵)

(ب) "خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے، کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلطان القلم

(۴)

(از صاحبزادہ عبدالمنان صاحب عمر ایم۔ اے)

گذشتہ تین اشاعتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کی دو خوبیوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب اس قسط میں ہم آپکی تحریر کی تیسری خوبی پیش کرتے اور بتاتے ہیں، کہ آپ اُن لکھنے والوں میں سے نہ تھے، جو کبھی کبھار لکھتے ہیں، اور جن کا تحریری سرمایہ بہت قلیل ہوتا ہے۔ اپنی قریباً بتیس سالہ تحریری زندگی میں آپ نے ہزارہا صفحات کا زندہ لٹریچر دنیا کو دیا ہے۔ آپکی تحریری زندگی کا آغاز قریباً ۱۸۷۵ء میں ہوا، جبکہ آپ نے ملک کے مختلف اخبارات و رسائل میں مضامین لکھنا شروع کیا۔ یہ گویا آج سے ستاسٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ اُس وقت سے جو آپ کا قلم حرکت میں آیا ہے، تو باوجود کثرتِ مشاغل اور کمزوری طبیعت آخری دم تک نہ اسکی حرکت منقطع ہوئی اور نہ اسکی زبان خشک۔ آپ کی آخری تحریر وہ ہے، جو ۱۹۰۸ء میں آپ کے قلم سے نکلی ہے، جس میں آپ نے مسلمانوں کی طرف سے اس ملک کی سب سے بڑی اکثریت کو صلح کا پیغام دیا۔ اور یہ آخری کام انجام دے کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اور اس طرح وہ عظیم الشان وجود باوجود جو حقیقت نگاری کے نقوش رنگارنگ سے لوحِ ادب کو مسلسل بتیس برس تک تختۂ گلزار بناتا رہا تھا ہم سے جدا ہو گیا۔

اس عرصہ میں آپ نے "پُرانی تحریروں" کو چھوڑ کر "براہین احمدیہ" سے حجتِ اسلام پوری کی، آریہ دھرم کو للکارا، انکے لئے "شحنۂ حق" تیار کیا، "نسیم دعوت" کے ذریعہ خشک دماغوں کے تروتازہ اور خارستانوں کے چمنستان بنجانیکا موقعہ پیدا کیا، "فتح اسلام" اور خدا تعالیٰ کی تجلی خاص کی بشارت اور اسکی پیروی کی راہوں اور اس کی تائید کے طریقوں کیطرف دعوت دی۔ "توضیح مرام" کی، "ازالہ اوہام" فرمایا۔ "آئینہ کمالات اسلام"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

العلا ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔" (تحفہ گولڑویہ ص۱۷)

اللہ تعالیٰ کی اِن بشارتوں میں وضاحت سے یہ ذکر موجود ہے، کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس اولاد میں سے ہوگا، جو حضرت ام المومنین مدظلہا العالی میں سے ہے۔ لیکن غیر مبایعین اور بعض دیگر معاندین باوجود اسقدر وضاحت اور صراحت کے اِس امر سے انکار کرتے ہیں، اور جب سے اِن لوگوں نے خلافتِ احمدیہ سے روگردانی کی ہے، اور جماعت احمدیہ کے مرکز سے اپنے تعلقات کو منقطع کیا ہے، وہ اِس ناکام کوشش میں مصروف ہیں، کہ مصلح موعود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ بشرا اولاد میں سے نہیں ہوگا، بلکہ آیندہ کسی زمانہ میں اسکا آنا مقدر ہے۔ لیکن اِن کا یہ باطل قیاس نفس پیشگوئی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان اور حقیقت الامر سے بہت دُور ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں، کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صُلبی اولاد کا ذکر ہے۔ اور اس میں سے مصلح موعود کا ہونا ضروری ہے۔ "ایک وجیہ اور پاک لڑکا تیرے ہی تخم اور تیری ہی ذرّیت سے فرزند دلبند گرامی ارجمند" کے الفاظ کسقدر واضح اور بیّن ہیں۔ اِن الفاظ کی موجودگی میں پسر موعود کو کسی آیندہ نسل سے قرار دینا بالکل خلافِ عقل ہے۔

علاوہ ازیں بہت سے دیگر حوالجات اور قرائن ایسے موجود ہیں، جو اِس امر کی وضاحت کرتے ہیں، کہ یہ پسر موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صلبی اولاد سے ہی ہے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اِس کے پورے پورے مصداق ہیں۔ لیکن مضمون کی طوالت کے خوف سے مَیں چند ایک حوالجات ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؓ کی وفات پر فرماتے ہیں:۔

"بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا، کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفّٰی کے حق میں ہیں۔ اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ "اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا"۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا ہے اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کا نام فضلِ عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التواء میں رہتا جب تک کہ یہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے، پیدا ہوکر پھر واپس اٹھایا جاتا۔ کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔ اور بشیر اول جو فوت ہوگیا ہے وہ بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا۔" (سبز اشتہار ص۲۱ حاشیہ)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا..... سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہوگیا اور فوت بھی ہوگیا۔ اور دوسرا لڑکا جسکی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا، جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ ابتک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہؤا، مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔" (سبز اشتہار)

اِن ہر دو اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے، کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی بشارت میں دو لڑکوں کی پیدائش کی پیشگوئی تھی۔ ایک بشیر اوّل کی جو فوت ہوگیا۔ اور دوسری بشیر ثانی یعنی حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو مصلح موعود ہیں۔ اور حضرت اقدس کے الفاظ کہ "الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا"۔ صاف طور پر بتلا رہے ہیں، کہ پسر متوفی اور مصلح موعود دونوں حضور کے صلبی لڑکے ہیں۔ انمیں قطعاً کوئی تمیز اور تفریق نہیں کیگئی۔ بلکہ "دو لڑکوں" کا لفظ بڑے زور کے ساتھ اِس امر کو ثابت کر رہا ہے کہ جس طرح پسر متوفی حضرت مسیح موعود کا صلبی فرزند ہے اسی طرح مصلح موعود آپ کا صلبی فرزند ہوتا چاہیئے۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسر موعود کے لئے نو برس کی میعاد مقرر فرمائی، کہ نو سال کے اندر اندر یہ لڑکا ضرور پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہوجائیگا۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرمایا :-

"جن صفاتِ خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔" (اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء)

مصلح موعود کے لئے نو برس کی میعاد کا تقرر اس بات کا قطعی ثبوت ہے، کہ یہ لڑکا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا۔ اور فروری ۱۸۸۶ء سے نو سال کی میعاد کے اندر اندر اس کی پیدائش کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ پیشگوئی نعوذ باللہ غلط ٹھیرتی ہے۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مکتوب میں جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا، تحریر فرماتے ہیں :-

"شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا، کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا، کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اسکا نام بشیر ہوگا۔ ابتک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اس اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس باب میں ہو رہے ہیں، کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا۔ اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے، کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔ اسمیں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے، مگر ایک پھل سبز رنگ کا بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں، مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے، وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی۔ اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔" (مکتوبات جلد پنجم نمبر ۲ و تذکرہ صہ ۱۴۹)

یہ عبارت جس قدر واضح اور روشن ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ کوئی پہلو بھی اخفاء کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باقی نہیں رہا کیونکہ اسمیں صاف طور پر بیان کر دیا گیا ہے، کہ ایک فرزند قوی الطاقتین و کامل الظاہر والباطن ہوگا۔ اور وہ دوسری بیوی یعنی حضرت ام المومنین ایدہا اللہ سے ہوگا۔ اور پھر اس فرزند کی تشبیہ ایک ایسے پھل سے بیان کی گئی ہے جو سبز رنگ کا ہے اور دوسرے پھلوں سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشف کے ذریعہ سے یہ بتا دیا کہ حضرت ام المومنین ایدہا اللہ کی آپ کے چار فرزند ہونگے۔ اور انمیں سے بڑا فرزند کامل الظاہر والباطن اور پسر موعود ہوگا۔ جس سے ظاہر ہے کہ اس سے مراد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات والاصفات ہے کیونکہ آپ حضرت ام المومنین سے ہونے والی اولاد میں سب سے بڑے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپکو ان تمام صفات سے متصف فرمایا ہے، جو مصلح موعود کے لئے قبل از وقت الہام الٰہی میں بیان کی گئی تھیں۔ اور پھر سب سے بڑھ کر ایک نمایاں علامت یہ ہے کہ جس طرح اس کشف میں آپکو ایک سبز رنگ کے بڑے پھل کے ساتھ تشبیہ دیگئی تھی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپکی پیدائش کی پیشگوئی سبز رنگ کے اوراق پر شائع فرمائی، اور اس کا نام "سبز اشتہار" قرار دیا۔ آپ فرماتے ہیں :-

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمودؔ ہے، ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا پایا کہ **محمود**۔ تب مَیں نے اِس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے **سبز رنگ** کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۰۔)

پھر فرماتے ہیں :-

"سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمودؔ پیدا ہوگیا۔ کسقدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔"

(حاشیہ سراج منیر صہ۳۱)

واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق اگر انسان خدا کا خوف رکھتے ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکیزہ دل سے اس پیشگوئی پر غور کرے، تو اس پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ مصلح موعود حضرت اقدس علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونا ضروری ہے۔ اور خدا کے وعدہ اور الہام کے ماتحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہی وہ مصلح موعود ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک کشف کے ذریعہ سبز پھل سے تشبیہ دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی پیدائش سے قبل آپکی بشارت سبز اشتہار کے رنگ میں شائع فرمائی۔ اور پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالات اور واقعات نے بھی اس بات کو روز روشن کیطرح واضح کر دیا ہے، کہ آپ کا وجود باجود ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہے، اور اس پیشگوئی کی تمام علامتیں نمایاں طور پر آپ کے ذریعہ سے پوری ہو رہی ہیں۔ پس ایک طرف اگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی نے اس امر کو واضح کر دیا تھا، کہ مصلح موعود حضرت ام المومنین ایدہا اللہ کی اولاد میں سے بڑا لڑکا ہوگا، تو دوسری طرف واقعات اور حالات نے اس امر کی تصدیق کر دی، کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ہی اس پیشگوئی کے پورے پورے مصداق اور مصلح موعود ہیں۔ اس پیشگوئی کی تمام صفات آپ میں موجود ہیں۔ اور جن حالات اور واقعات کی اسمیں خبر دی گئی تھی وہ سب اپنے اپنے وقت پر پورے ہو رہے ہیں۔ "الغرض" جب پیشگوئی ظہور میں آجائے اور اپنے ظہور سے اپنے معنے آپ کھولدے اور ان معنوں کو پیشگوئی کے الفاظ کے آگے رکھ کر بدیہی طور پر معلوم ہو کہ وہی سچے ہیں تو پھر اسمیں نکتہ چینی کرنا ایمانداری نہیں ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صـ۸۷) ؀

روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلوی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوّلین صحابہ میں سے تھے انہوں نے حضرت اقدس کی زندگی کے چشم دید واقعات اپنے صاحبزادہ جناب شیخ محمد احمد صاحب وکیل کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں لکھائے تھے۔ یہ مجموعہ اب چھپ گیا ہے۔ قیمت فی نسخہ ۵/ ہے، یہ ایمان افروز روایات ہر احمدی کو ضرور پڑھنی اور اپنے بچوں کو پڑھانی چاہئیں۔

ملنے کا پتہ: مینجر ریویو اردو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذکرِ حبیب ؑ

میری قبولِ احمدیت کی سرگذشت

روایات جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب تاجر بمبئی

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف)

میرا نام اسمٰعیل ہے۔ میرے والد کا نام آدم تھا۔ میری عمر اسوقت ۷۱ سال ہے۔ میری پیدائش بمبئی میں اپریل سنہ ۱۸۷۲ء میں ہوئی۔ میری تعلیم اردو، فارسی، گجراتی اور تھوڑی سی انگریزی کی سنہ ۱۸۸۶ء تک ہوتی رہی۔ سنہ ۱۸۸۷ء میں مَیں نے ایک تاجر کے پاس ملازمت اختیار کی۔ گجراتی اخبار "بمبئی سماچار" کا میں ہمیشہ خریدار رہا اور ابتک ہوں۔ "پیسہ اخبار" لاہور کا سنہ ۱۸۹۰ء سے خریدار تھا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں رمضان میں کسوف وخسوف ہوا تھا۔ اس کے متعلق مضامین "پیسہ اخبار" میں شائع ہوتے تھے۔ جن میں ایک مدّعی مہدویت مرزا غلام احمدؑ کا نام آتا تھا۔ مضامین لکھنے والے تمسخر و استہزاء کرتے تھے۔

میری مذہبی زندگی کچھ بھی نہیں تھی۔ کیونکہ میں کچھی میمن قوم کا فرد تھا، جو ایک تاجر قوم تھی، اور ابتک ہے، اگرچہ آج انکی تجارت نہایت پستی کی حالت میں ہوگئی ہے۔ اس زمانہ میں ہماری قوم بمبئی کے تاجروں میں اول نمبر پر تھی۔ نماز روزہ اور دیگر اسلامی احکام میں بڑے بوڑھے تو چست تھے، مگر نوجوان طبقہ مذہب سے بالکل کورا بلکہ اوباش تھا۔ مَیں بھی اسی نوجوان طبقہ میں سے تھا۔ میری عمر ۲۰-۲۱ سال تھی، جب مَیں "پیسہ اخبار" میں مولوی صاحبان کے مضامین پڑھتا تھا۔ وہ لکھتے تھے کہ حدیث شریف میں مہدی کا یہ نشان تو بتایا گیا ہے، کہ اس کے زمانہ میں رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا مگر چاند کو پہلی رات اور سورج کو پندرھویں تاریخ گرہن لگنا چاہیئے۔ چونکہ میری تعلیم اردو فارسی گجراتی اور انگریزی سکولوں میں ہوئی تھی، اور ہم کو تعلیمی نصاب میں یہ پڑھایا گیا تھا، کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کس طرح ہوتے ہیں، اس وجہ سے ذہن حضرت مرزا صاحبؑ کی تصدیق کیطرف جاتا تھا۔ اور مولوی صاحبان کے جو مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتے تھے، انہیں پڑھ کر ہنسی آتی تھی۔ مگر پھر بھی بے پروائی جاری رہی۔ مَیں سوچتا تھا، ہم کو کیا ضرورت ہے کہ اِس شخص کو مانیں، کیونکہ ہماری قوم کا ہر فرد پیر کے ہاتھ پر بیعت کرتا تھا، اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ ہم سے اعمال کی پرسش نہیں ہوگی۔ جس پیر کے ہاتھ پر ہم بیعت کر چکے ہیں، قیامت کے دن اس کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے، اور خدا تعالیٰ سے سوال جواب پیر ہی کرے گا، اور ہم کو سیدھا جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ دل میں یہ خیال بھی آتا تھا، کہ مَیں نے خود ابھی تک کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ہے۔

والد صاحب کی زندگی میں جب میری عمر چودہ پندرہ سال کی تھی، میں نے ان کے پیر کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا آخر میں نے دل کی تڑپ سے والد صاحب کے پیر کو جن کا نام شاید رشید الدین تھا، اور جو پیر سائیں جھنڈے والے کہلاتے تھے، اور جن کی عمر ۱۸۹۵ء میں ساٹھ ستر سال کی تھی فارسی میں خط لکھا، کہ یہ شخص مرزا غلام احمدؑ مدعی مسیحیت و مہدویت کون ہے؟ اس کے متعلق آپ ہم کو مشورہ دیں۔ اگر وہ سچا ہے، اور آپ نے ہماری رہنمائی نہ کی، یا وہ جھوٹا ہے اور آپ نے ہم کو اس کے پھندے سے نہ چھڑایا، تو قیامت کے دن ہم آپکو ذمہ دار ٹھیرائینگے۔ میرے والد آپ کے مرید تھے، اور میں نے ابتک کسی کی بیعت نہیں کی ہے، ہم تو دنیا دار اور اندھے ہیں۔ آپ ولی اللہ اور صاحبِ کرامات ہیں۔ آپ ہی گواہی دیں۔ ان کا جواب آیا، کہ ہم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تین دفعہ خبر دی گئی ہے کہ یہ شخص سچا ہے۔ ہمارے سلسلہ کا دستور ہے، کہ مغرب اور عشاء کے درمیان ہم اور ہمارے مرید حلقہ میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کیا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ اس حالت میں ہم نے دیکھا، کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ اور یہ کشفی حالت تھی، یعنی ذکر اللہ بھی جاری تھا، جاگتے بھی تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ مَیں نے پوچھا، یا رسول اللہ یہ شخص کون ہے؟ سچا ہے یا جھوٹا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا، کہ **از ما ست**۔ یعنی ہم میں سے ہے۔ پھر ہمارے سلسلہ کا دستور ہے، کہ بعد از نماز عشاء ہم کسی سے کلام نہیں کرتے، اور سو جاتے ہیں۔ ایک دن ہم نے خواب میں آنحضرت صلعم کو دیکھا، اور پوچھا کہ یہ شخص دعوٰی میں بہت بلند ہو گیا ہے، ہم کیا کریں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو آپ نے فرمایا، کہ در عشقِ ما دیوانہ شُد است۔ یعنی ہمارے عشق میں دیوانہ ہوگیا ہے، پھر ہمارے سلسلہ کا تیسرا دستور یہ ہے کہ پچھلی رات تہجد کی نماز پڑھ کر ذرا لیٹ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ اسحالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہُوا، تو ہم نے آپؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ! اس شخص پر کفر کے فتوے مسلمانوں کیطرف سے شائع ہوگئے ہیں۔ ہم کیا کریں؟ تو آپؐ نے بڑے جلال کے ساتھ فرمایا

هُوَ صَادِقٌ۔ هُوَ صَادِقٌ۔ هُوَ صَادِقٌ (یعنی وہ سچا ہے۔ وہ سچا ہے وہ سچا ہے۔) اس کے بعد یہ لکھا، کہ یہ ہماری گواہی ہے۔ ہم قیامت کے دن کی پرسش سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ ماننا یا نہ ماننا یہ تمہارا کام ہے۔ نیچے پیر صاحب کے دستخط تھے۔ اس کے نیچے ان کے صاحبزادہ نے لکھا، کہ تمہارے والد ہمارے والد کے مرید تھے، اس لئے تم بھی اسی سلسلہ میں بیعت کرلو۔ میں نے اس کا کوئی جواب انکو نہ دیا۔ خط میرے پاس محفوظ تھا شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور والے جو تاجر تھے بمبئی میں آیا کرتے تھے اور ان سے گفتگو ہُوا کرتی تھی۔ مدراس والے سیٹھ عبدالرحمٰن کے چھوٹے بھائی صالح محمدؐ سیٹھ سے بھی حضرت صاحب کے متعلق اکثر گفتگو ہُوا کرتی تھی۔ مَیں نے پیر صاحب کا وہ خط انکو بتایا، تو صالح محمد سیٹھ نے کہا کہ اب کونسی چیز کا انتظار کرتے ہو؟ شیخ رحمت اللہ صاحب انجام آتھم کے ابتدائی آٹھ صفحے جو چھپے تھے، بمبئی آتے ہوئے لے آئے، انہوں نے یہ مضمون مجھے سنایا، تو میں نے اسی دن حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھدیا۔ الحمدللہ! پیر صاحب کا خط شیخ رحمت اللہ صاحب مجھ سے لے گئے۔ نہ معلوم انکے پاس رہا یا انہوں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ واللہ اعلم ؂

جب میرا عریضہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پہنچا، تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے حضرت اقدسؑ کی طرف سے مجھے جواب لکھا، کہ حضرت صاحب نے آپکی بیعت قبول فرمالی ہے۔ اور حضورؑ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھا کرو۔ مَیں نے دل میں خیال کیا، کہ یہ کس نے جاکر کہا کہ میں نماز نہیں پڑھا کرتا۔ جھٹ ایک خط اس کے جواب میں لکھدیا، کہ حضرت جب میں آپکی بیعت میں آگیا، اور آپ مسیح اور مہدی ہیں، تو کیا اس نماز سے نہیں چھڑا سکتے؟ کیونکہ سنا ہے کہ پچاس نمازیں روزانہ خدا نے مقرر کی تھیں۔ مگر حضرت نبی کریمؐ نے کمزوریٔ امت کو دیکھکر خدا سے التجا کرکے پانچ نمازیں فرض کرا دیں۔ اب ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانچ سو آپ ہماری سبکدوشی کرا دیں ۔ اِس کے جواب میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی قلم سے جواب آیا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں، کہ مَیں طبیب روحانی ہوں اور تم مریض روحانی ہو۔ مریض کا فرض ہے کہ طبیب کی ہدایت پر عمل کرے تو اسکا مرض جاتا رہیگا ۔ اگر نماز میں دل نہیں لگتا، اور دل میں رِقت پیدا نہیں ہوتی، تو تصنّع اور بناوٹ سے رونی صورت بناؤ، اور نماز پڑھو۔ نمازوں کے اندر خدا سے مدد مانگو۔ پھر عادت ہوجائے گی ۔ اور تمہارا یہ مرض دُور ہوجائے گا۔ اس جواب کو پڑھنے کے بعد پھر جرأت نہ ہوئی کہ اور کچھ لکھوں ۔ لاچار آپکی ہدایتوں پر عمل کرنا شروع کیا ۔ اور کئی روز تک گرتی پڑتی نمازیں پڑھتا رہا ۔ کسی دن تین وقت، کسی دن چار وقت اور شاید کسی دن پانچ وقت پڑھنے لگا ۔ مسجد میرے مکان کے سامنے تھی ۔ اذان کی آواز پانچوں وقت کان میں پڑتی تھی، مگر سُستی برابر دو تین ماہ رہی ۔ اُس زمانہ میں ہم سب مسلمانوں کے ساتھ نمازیں مسجد میں پڑھتے تھے ۔ آخر پانچوں وقت باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق ملی ۔ جو اب تک جاری ہے ۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ ۔ پھر آہستہ آہستہ تہجد کی نماز کی بھی توفیق ملتی رہی ۔ اور رات کے پچھلے حصہ میں دُعائیں کرنے کی بھی توفیق ملتی رہی ۔ اور انمیں یہ دُعا بھی کرتا تھا، کہ الٰہی! جس بزرگ کی بیعت کی تو نے مجھے توفیق دی ہے، اب مجھے یہ توفیق بھی عطا کر کہ میں اس کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کر سکوں آخر ایک شب خواب دیکھا کہ مَیں قادیان جا رہا ہوں ۔ بٹالہ کا اسٹیشن بھی خواب میں دیکھا ۔ پھر یکّہ میں بیٹھ کر قادیان جانے کا نظارہ اور وہ سڑک جس پر یکّہ قادیان جاتا ہے ۔ یہ سب چیزیں خواب میں دیکھیں مسجد مبارک کے پاس یکّہ میں اترنے کا نظارہ بھی خواب میں دیکھا ۔ مسجد مبارک بھی دیکھی ۔ اور حضرت اقدس کا دربار بھی اسی چھوٹی مسجد میں دیکھا ۔ سیڑھی سے چڑھ کر مسجد میں پہنچا تو حضرت اقدسؑ اور چھ سات اور اصحاب آپ کے دربار میں بیٹھے تھے ۔ ایک صاحب مسجد کے محراب میں عینک لگائے بیٹھے تھے ۔ محراب کے بائیں جانب کونہ میں ایک بزرگ بیٹھے تھے ۔ ایک اور صاحب ہاتھ میں اخبار لئے ہوئے پڑھ رہے تھے ۔ اور چار پانچ سامنے بیٹھے ہوئے تھے ۔ میں نے سیڑھی پر سے اوپر آتے ہی سب کو بلند آواز سے السلام علیکم کہا ۔ حضرت اقدس نے سلام کا جواب دیا ۔ داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے محراب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیطرف اشارہ کرکے بیٹھنے کو ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مَیں اسی عینک والے بزرگ کے بازو میں بیٹھ گیا۔ اور ان سے کچھ پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ۔ یہ عینک والے بزرگ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی تھے ۔ سامنے اخبار پڑھنے والے شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی تھے ۔ اخبار ختم ہوا بعد میں حضرت اقدس ؑ نے مجھے طلب فرمایا۔ مَیں اٹھ کر حضرت اقدسؑ کے سامنے آبیٹھا۔ دست بوسی کی حضورؑ نے شہر بمبئی اور میرے سفر کے حالات وغیرہ دریافت فرمائے۔ طاعون میں میری ایک آنکھ ضائع ہونے کے متعلق بھی پوچھا۔ میں نے اس وقت مصنوعی آنکھ لگائی ہوئی تھی، وہ نکال کر حضرت اقدسؑ کے ہاتھ میں دی۔ اور طاعون میں مبتلا ہونے کے اول سے آخر تک کے حالات سُنائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم کو کبھی طاعون نہیں ہوگی۔ الحمدللہ کہ اس کے بعد آجتک پھر کبھی طاعون نے میری طرف رخ نہیں کیا۔ حالانکہ ۱۸۹۸ء سے لیکر ۱۹۰۶ء تک ہمارے علاقہ میں بڑے زوروں سے طاعون کے حملے سردیوں میں ہوتے رہے۔ اور ہزارہا انسان بمبئی میں مرتے بھی رہے۔

یہ واقعہ تو خواب کا ہے۔ اب بیداری کا واقعہ یہ ہے، کہ اس خواب کے دیکھنے کے چھ ماہ بعد میرے شریک کاروبار نے مجھے تجارت کے کام کے لئے سفر کرنے کو کہا۔ بمبئی سے کراچی اور سندھ کے تمام شہروں میں جانے اور پھر پنجاب سے ہوکر دہلی اور آگرہ کے راستہ واپس بمبئی پہنچنے کا پروگرام طے ہوا۔ چنانچہ میں دسمبر ۱۸۹۷ء میں بمبئی سے روانہ ہوا۔ اور کراچی۔ سندھ۔ حیدرآباد۔ سکھر۔ ملتان۔ لاہور ہوتا ہوا قادیان پہنچا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ سفر میں مَیں نے روزے نہیں رکھے۔ لاہور میں شیخ رحمت اللہ مرحوم مالک بمبئی ہوس (بعد میں انگلش ویر ہوس) کے پاس ٹھیرا۔ چونکہ لاہور میں تین چار دن ٹھیرنا تھا اس لئے روزے بھی وہاں رکھنے شروع کئے۔ جس دن قادیان روانہ ہوتا تھا سحری کھا اور فجر کی نماز پڑھکر سٹیشن پر آیا۔ ریل میں بیٹھا۔ امرتسر ساڑھے سات آٹھ بجے پہنچکر گاڑی تبدیل کرکے بٹالہ کی گاڑی میں بیٹھا شاید دس بجے بٹالہ پہنچا۔ اور پھر یکہ میں بیٹھکر قادیان ساڑھے بارہ ایک بجے کے قریب پہنچ گیا اور مسجد مبارک میں آیا۔ بٹالہ سٹیشن۔ یکہ۔ قادیان کی سڑک۔ مسجد مبارک کی سیڑھی۔ مسجد مبارک کا نقشہ۔ دربار حضرت اقدسؑ اور حاضرین مجلس کا سارا نظارہ بالکل اسی خواب کے مطابق دیکھا جو چھ ماہ قبل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیار کر کے اسلام کی زندہ خوبیوں اور دائمی برکتوں کا چہرہ دکھایا، "برکات الدعا" بتائیں، اپنی "سچائی کا اظہار" کیا، پھر بغداد، گولڑہ اور ندوہ والوں اور عبدالحق غزنوی اور قیصرۂ ہند کے لئے روحانی "تحفے" تیار کئے، "کرامات الصادقین" ظاہر فرمائیں "شہادت القرآن" پیش کی۔ "نور الحق" "ضیاء الحق" اور "نور القرآن" پھیلایا۔ "سر الخلافہ" بیان کیا، آریوں اور سکھوں کے غلط خیالات کو "ست بچن" سے رد فرمایا، "اسلامی اصول کی فلاسفی" بتائی، عالم پر "حجۃ اللہ" قائم کی، "ضرورت الامام" پیش کی، "نجم الہدیٰ" چمکایا، "راز حقیقت" کھولے، "کشف الغطاء" کیا، "حقیقت المہدی" بیان کی، "نزول المسیح" کی کیفیت بتائی، حضرت مسیح کی سیاحت کے تذکرہ میں بتایا، کہ کس طرح "مسیح ہندوستان میں" پہنچے، "تریاق القلوب" تیار کیا، توبۃ النصوح کرنے والوں کے لئے "کشتی نوح" بنائی "کتاب البریہ" میں اپنے سوانح حیات قلمبند کئے، "سیرت الابدال" لکھی، دو عظیم الشان شیدایان ملت کی شہادتوں پر "تذکرۃ الشہادتین" تحریر کیا، "علامات المقربین" بتلائیں، "تجلیات الٰہیہ" ہویدا کیں "حقیقۃ الوحی" سپرد قلم کی، "چشمۂ معرفت" کا پتہ دیا، اور برادران وطن کے نام "پیغام صلح" بھیجا۔

قلم پر آپ کے اقتدار کا محض یہ رنگ نہ تھا، کہ ایک زبردست قوت کے ساتھ آپ نے محض کسی ایک مضمون پر اظہار خیال کیا ہو، بلکہ جیسا بیان ہوا، آپ نے اسلام کی صداقت کے دلائل دیئے، قرآن مجید کے فضائل بتلائے، آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر لکھی، اسلام کے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا، ویدا ور قرآن کا مقابلہ کیا، وحی والہام کی حقیقت بیان کی، دعا کی فلاسفی اور ضرورت بتائی، معجزات اور مکاشفات کی کیفیت ظاہر کی، مسیح ناصری کی وفات کے دلائل دیئے، اپنے دعاوی کی تشریح کی، پیشگوئیوں کے ثبوت دیئے، دجال دیاجوج و ماجوج اور ذوالقرنین کی ماہیت بتائی، احادیث کا صحیح مرتبہ متعین کیا، زندہ مذہب کی علامتیں بتائیں، مسئلہ تناسخ اور قدامت روح و مادہ کا رد لکھا، علم النفس کے نکات سمجھائے، فلسفۂ زبان بیان کیا، آریوں کو للکارا، عیسائیوں کو پچھاڑا، سنجیدہ مزاج والوں کو پسندیدہ خطاب کیا، منہ پھٹ مخالفین کو برجستہ جواب دیا، مخلصین کو وعظ و نصیحت سے فائدہ پہنچایا، اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھ چکا تھا۔ مجھے کھانا کھانے کے لئے کہا گیا۔ میں نے کہا، روزہ سے ہوں۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے مجھے کچھ نہ فرمایا۔

غرض جب مجلس بعد عصر ختم ہوئی، تو ہم اپنے ڈیرے پر آئے۔ اُس وقت مہمانخانہ نہیں تھا۔ اس لئے جہاں سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا مرحوم ٹھیرائے گئے تھے مجھے بھی وہیں ٹھیرایا گیا۔ وہ میرے ہم قوم کچھی میمن تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جن کی عمر اس وقت آٹھ نو سال کی تھی، اکثر ہماری قیام گاہ پر آجاتے تھے۔ عید الفطر کے بعد ہم عصر کی نماز پڑھ کر چائے پیتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مرحوم اور خواجہ کمال دین مرحوم ہماری ٹی پارٹی میں روز شریک ہوتے تھے۔ ایک صاحب کرم داد نامی کو حضرت اقدسؑ نے سیٹھ عبدالرحمٰن اور میری خبر گیری کرنے کے لئے مقرر فرمایا ہوا تھا۔ کرم داد صاحب سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو حقہ بھی بھر دیتے تھے۔ ہم کو دودھ شکر وغیرہ لا کر دیتے تھے۔ اور چائے کی پتی ہمارے پاس تھی، کرم داد صاحب ہمیں چائے بھی تیار کر دیا کرتے تھے۔

رمضان شریف ختم ہوا تو صبح حضرت اقدس روزانہ آٹھ بجے سیر کو جاتے تھے۔ ہم سب حاضر احباب ساتھ ہوتے تھے۔ دس بجے کے قریب واپس مسجد میں آجاتے تھے۔ اُس وقت ڈاک خانہ قادیان میں نہیں تھا۔ بٹالہ سے ڈاک کا ہرکارہ ڈاک لایا کرتا تھا۔ قادیان میں ڈاک خانہ کی برانچ ایک چھوٹی سی جگہ پر تھی، جہاں سے ڈاک ہم سب کی مسجد مبارک میں آجاتی تھی۔ منی آرڈر اور رجسٹری وغیرہ کی وصولی کے لئے بٹالہ جانا پڑتا تھا۔ ڈاک پڑھنے کے بعد کھانا مسجد مبارک ہی میں ہم کھاتے تھے حضرت اقدسؑ اسی کونہ میں بیٹھتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی محراب سے باہر حضرت اقدسؑ کی داہنی طرف بیٹھتے تھے۔ ان کے بازو میں مَیں ہوتا تھا۔ پھر سیٹھ عبدالرحمٰن۔ حاجی اللہ رکھا اور اسی طرح پیر سراج الحق صاحب نعمانی۔ خواجہ کمال الدین صاحب حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ اور شیخ یعقوب علی صاحب یا کوئی اور صاحب جو اُس وقت حاضر ہوتے، بیٹھتے تھے۔ حضرت اقدسؑ میرے اور سیٹھ عبدالرحمٰن کے لئے چاول کبھی پلاؤ وغیرہ بھی پکوایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو عادت کھانے کی ہو وہ کہیں تاکہ وہی چیز پکوا دی جائے۔ مگر ہم نے اپنے مُنہ سے کبھی کچھ فرمائش نہ کی۔ ملک غلام حسین صاحب باورچی تھے۔ اور روٹی سالن وہی پکاتے تھے۔ چاول یا پلاؤ حضرت اُمّ المومنینؓ کے ہاں سے ہم دونوں کے لئے آتا تھا۔ کھاتے وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اقدسؑ کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز اپنے ہاتھ سے میری طرف کرتے۔ چھاچھ میٹھے کا گلاس جب گھر میں سے حضرت اقدسؑ کے لئے آتا تھا تو آپ دو چار گھونٹ پی کر میری طرف گلاس کر دیتے حالانکہ بیچ میں مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیٹھے ہوتے تھے۔ پھر ہم حاضرین اسے تھوڑا تھوڑا تبرکاً پی لیتے تھے۔ اور یہ روزانہ کا معمول تھا۔ عصر کی نماز کے بعد ہم چائے پی کر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے درس میں شامل ہوتے تھے۔

جب مجھے قادیان آئے پندرہ دن ہو گئے، تو سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب نے جو رمضان سے پہلے کے آئے ہوئے تھے حضور سے واپسی کی اجازت مانگی۔ میں نے بھی اجازت جانے کی طلب کی۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ "کُکے آدمی وکے پیر شدی"۔ ابھی تو اتنا لمبا سفر کر کے آئے ہو۔ کچھ دن اور ٹھہرو۔ میں نے عذر کیا کہ میری مالی حالت تنگ ہے۔ میں ایک دوکان میں شراکت دار ہوں مگر میرا سرمایہ دوکان میں کوئی نہیں۔ میں بحیثیت عامل (working party) کام کرتا ہوں۔ ابھی مجھے تجارت کے کام کے لئے بھی لمبا سفر کرنا ہے۔ اور ایک ماہ بعد میں بمبئی پہنچوں گا۔ دو ماہ میری روانگی کو ہو گئے ہیں۔ آخر حضرت اقدسؑ نے سیٹھ عبدالرحمٰن کے ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ دوسری بار جب آؤ گے تو یہ موقعہ نہیں ملے گا جیسے آج تم میرے ساتھ کھوے سے کھوا لگا کر نماز پڑھتے ہو۔ (میں حضرت اقدسؑ کے ساتھ بائیں طرف بالکل بازو میں کھڑا ہوتا تھا۔ مسجد میں صف اول میں پانچ چھ آدمی کی جگہ ہوتی تھی اور اتنی ہی صف دوم و سوم میں اُس وقت مسجد چھوٹی تھی۔) میرے ساتھ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہو۔ لیکن بعد میں تم آؤ گے تو تم کو مجھ تک پہنچنے کا آسانی سے موقعہ نہیں ملیگا۔ اور مشکل سے جوتیوں کے پاس کھڑے رہنے کو جگہ ملے گی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۸ء میں بالکل اسی طرح ہوا اور یہی نظارہ میں نے دیکھا۔ آخر میں نے مرزا خدابخش صاحب سے جو حضرت صاحب کے پاس بیٹھا کرتے تھے کہا کہ میں جب آیا کروں تو آپ اُٹھ جایا کریں اور اپنی جگہ مجھے دیدیا کریں کیونکہ آپ تو ہمیشہ قادیان میں رہتے ہیں اور میں دس پندرہ دن سے زیادہ ٹھہر نہیں سکتا۔ انہوں نے میری درخواست منظور کر لی۔

آخر جب ہم روانہ ہوئے تو حضرت اقدسؑ نہر تک ہمارے ساتھ آئے اور ہم پھر یکہ میں سوار ہو کر بٹالہ پہنچے۔ کھانا حضرت اقدسؑ کے گھر سے ہمارے لئے بھیجا گیا تھا جو ہم نے بٹالہ میں کھایا۔ اور گاڑی میں سوار ہوئے۔ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امرتسر اتر گیا اور سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس کیطرف روانہ ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت اقدسؑ کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ مَیں جب ۱۸۹۷ء میں قادیان گیا تو اُن دنوں مفتی محمد صادق صاحب لاہور میں کلرک تھے۔ اور ان سے شیخ رحمت اللہ صاحب کے مکان پر ملاقات ہوئی تھی۔

۱۹۰۰ء کے آغاز میں حضرت صاحبؑ کا نوازش نامہ ملا کہ اس سال مردم شماری کے خانہ میں مذہب احمدی مسلمان لکھاؤ۔ چنانچہ مَیں نے اس خانہ میں جہاں ہندو۔ عیسائی۔ یہودی وغیرہ کا خانہ تھا مسلمان لکھوایا۔ اور مذہب کا خانہ جہاں شیعہ سُنّی وغیرہ لکھا جاتا تھا سُنّی فرقہ احمدیہ لکھوایا۔ اسی سال فروری میں مفتی محمد صادق صاحب کا ایک خط میرے نام آیا کہ آجکل طاعون کا سارے ہندوستان میں زور کا حملہ ہے، حضرت اقدسؑ نے احباب کو قادیان آنے سے منع فرمایا ہے لیکن مجھے فرمایا ہے کہ سیٹھ اسمٰعیل آدم کو لکھو کہ وہ آجائیں۔ اور عید اضحٰی قادیان میں گذاریں۔ میں نے اپنے شریک سے کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں۔ مَیں نے اسے یہ بھی کہا کہ مارچ کے مہینہ میں جو ہماری چھتری کی تجارت کا پہلا مہینہ ہے مجھے سفر میں بہت سے شہروں میں مال فروخت کرنیکا بھی موقعہ ملجائے گا۔ اس نے اجازت دیدی۔ مَیں روانہ ہُوا۔ مارچ کے آخر میں قادیان پہنچا۔ عید اضحٰی وہیں پڑھی یہ وہی عید ہے کہ جسمیں حضرت اقدسؑ نے خطبۂ الہامیہ سُنایا۔ مَیں بھی اس خطبہ میں شامل تھا۔ اس کے بعد نہ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں اور نہ حضرت مولوی صاحبؓ کی خلافت کے زمانہ میں مجھے قادیان جانیکا موقعہ ملا۔ آخر ۱۹۳۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہدِ خلافت میں قادیان آنے کی توفیق ملی۔

میری دوکان مارچ ۱۹۴۰ء تک بمبئی میں رہی! اور جبتک میں بمبئی میں رہا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجھے جماعت احمدیہ بمبئی کے عہدۂ امارت پر سرفراز فرمایا تھا۔ خدا کے فضل سے خدماتِ سلسلہ بھی حسب توفیق ادا کرتا رہا۔ اب بمبئی سے دوکان اُٹھ جانیکے بعد پُونہ میں عارضی ہائش ہے۔ آج عمر کا اکہترواں سال گذر رہا ہے۔ نہ معلوم ابھی کتنی زندگی باقی ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ جو کچھ باقی ہے قادیان میں گذارنے کی توفیق ملے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ احباب جو اس مضمون کو پڑھیں میرے لئے دعا فرمائیں، کہ خدا تعالیٰ میری آرزو اور تمنا پوری کردینے کے اسباب اور سامان مہیا فرمائے۔ آمین ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات

(۶)

(از جناب گیانی واحد حسین صاحب)

مہاراجہ رنجیت سنگھ اور مسلمان

۱۔ بادشاہ (زمان شاہ) کی واپسی پر بارہ توپیں غرق ہوگئیں لاچار بادشاہ نے سردار رنجیت سنگھ کو جس کے علاقہ میں یہ وقوعہ ہوا تھا، ایک مراسلہ اس مضمون کا بھیجا، کہ "ہماری بارہ عدد توپیں ڈوب گئی ہیں۔ جب پانی اُترے گا اگر تم توپوں کو نکلوا کر ہمارے پاس کابل میں پہنچا دو تو ہماری طرف سے تم کو اجازت ہے کہ لاہور پر تم اپنا قبضہ کر لو۔ اور آیندہ ہماری طرف سے کوئی حاکم یا فرمان فرما تمہارے ملک سے مزاحم نہ ہوگا۔" اس حکم کو پڑھ کر سردار بہت خوش ہوا اور اُس نے چار ماہ کے بعد جب دریا کا پانی کم ہوا، تو بڑی کوشش سے بادشاہ کی آٹھ توپیں دریا سے نکلوا کر خاص اپنے ایک معتبر کے ہاتھ کابل میں پہنچا دیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور معتبر کو ایک خلعتِ فاخرہ دے کر بڑی عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ (راج خالصہ حصہ سوم ص۷)

۲۔ اب سمت ۱۸۵۶ بکرمی کو اُدھر تو سردار رنجیت سنگھ کو لاہور پر قبضہ کرنے کی بادشاہ کیطرف سے اجازت مل گئی، اُدھر لاہور کی رعایا نے تینوں سکھ سرداروں کے ظلم سے ناراض ہوکر مہاراجہ کے حضور ایک عرضی لکھی، کہ آپ لاہور میں بلا کھٹکے چلے آویں، اور شوق سے قبضہ کر لیں۔ اِس عرضی پر حاکم رائے بھائی گوربخش سنگھ، میاں عاشق محمد خان، میاں محکم دین، محمد باقر وغیرہ شہر کے کل نامی اور مشہور رئیس اور چودھریوں کے دستخط تھے۔ یہ عرضی سردار رنجیت سنگھ کے پاس رام نگر کے مقام پر پہنچی، جس کے دیکھتے ہی وہ بہت خوش ہوا۔ اور اس نے قاضی عبدالرحمٰن باشندہ رام نگر اسی وقت عاشق محمد کے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ایک امر زبانی طے کرنے کے لئے لاہور روانہ کیا۔ آخرکار جب تمام معاملات طے ہو گئے، اور میاں عاشق محمد نے یہ کہلا بھیجا، کہ جب آپ آؤ گے لوہاری دروازہ آپ کے واسطے فوراً کھول دیا جائے گا۔ تو رنجیت سنگھ نے اپنی تمام فوج آراستہ کرکے بٹالہ کیطرف اپنی ساس سدا کور سے مشورہ لینے کے لئے کوچ کیا۔ میاں عاشق محمد و محکم دین و حاکم رائے نے مشورہ کرکے درپردہ رنجیت سنگھ کو یہ پیغام بھیجا، کہ آپ کل ۱۳ صفر ۱۲۱۵ھ ہجری کی فجر کو براہ لوہاری دروازہ شہر کے اندر تشریف لے آویں۔ جس وقت آپ دروازہ پر پہنچیں گے، فوراً دروازہ کھول دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، کہ جب تاریخ اور وقت مقررہ پر سردار رنجیت سنگھ اپنی ایک ہزار چیدہ اور جرار فوج کے ساتھ لوہاری دروازہ کے سامنے پہنچا، تو اس کے لئے میاں محکم دین محافظ دروازہ نے فی الفور پھاٹک کھول دئے۔ (تواریخ راج خالصہ ص ۷ حصہ سوم)

۳۔ اس کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ نے شہر کے قاضی نظام دین کو خلعت دے کر اس کا کام قبالجات کی تصدیق وغیرہ کا اس کے حوالہ کیا، اور تاکید کی، کہ اپنا اپنا کام نہایت دیانتداری اور انصاف سے کریں، تاکہ رعایا کو آئندہ شکایت کی گنجائش نہ رہے۔ امام بخش کو جن کو عام لوگ "خرسوار" کے نام سے پکارتے تھے، شہر کا کوتوال مقرر کیا۔ اور حکیم نورالدین کو طبابت کا عہدہ ملا۔ (راج خالصہ صفحہ ۷۶)؛

۴۔ اسی طرح سردار حکم سنگھ چمنی اور غوث خاں کو علیحدہ علیحدہ توپخانوں کے افسر مقرر کرکے دو دو سو سوار کے دستے انکے تابع کئے۔ روشن خاں و شیخ عبداللہ ہندوستانی افسروں کی ماتحتی میں دو ہزار سوار مقرر کئے۔ (راج خالصہ ص ۸۳ و ۸۴)؛

۵۔ مورخہ ۲۸ ؍ جون ۱۹۳۲ء کو مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کی برسی پر فقیر سید جلال الدین صاحب نے جو کہ فقیر سید نورالدین صاحب وزیر مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے پوتے اور ریٹائرڈ کلکٹر ہیں، تقریر کرتے ہوئے مہاراجہ صاحب کی دو چٹھیاں پیش کیں۔ جن میں سے ایک حسب ذیل ہے:

"خیر خواہ با صفا فقیر نورالدین جی مسرور باشند!

وبریں وقت از حضور انور من بتاکید تمام حکم صادر مے گردد کہ کسے در شہر زیادتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

و تعدّی بر مردمِ شہر نسازد ۔ بلکہ اگر حضورِ انور ہم برکسے از ساکنانِ شہرِ لاہور حکمِ بے مقدور را صادر فرمائیند تاکہ یکبار بجناب والا صاف عرض کردہ باید آورد کہ جناب والا معاف شود ۔ تہوّر پناہ مالوہ سنگھ را مدام درباب عدالت و انصاف بموجب حق واجبی کہ یکے موئے را در آں دخل نبودہ باشد و بحرفِ صلاحِ پنچانِ شہر و منصفیٔ منصفان و بموجب ملّتِ ہر کسے موجب شاستر و کتاب کردہ باشند، کہ مرضیٔ مبارک ہمیں است و اگر کسے بر گفتہ شما عمل نہ سازد ۔ رقعہ بنامِ او نوشتہ باید فرستاد کہ سندی باشد بازخواست از سرکارِ والا خواہد شد ۔ برائے مرمّتِ خندق کہنہ دو ہزار روپیہ خرچ ساختہ تیار نمایند۔

بعد خرچ خندق مذکور تنخواہ ۳۱ ماہ بھادوں سمت ۱۸۸۴

شِو دیال ۵۰۰ روپے پروانگی حضور مقام امہال تنخواہ بنام فقیر صاحب ۱۵۰۰ روپے"

ترجمہ :- خیر خواہِ باصفا فقیر نورالدین صاحب خوش ہو ۔ اِس وقت حضورِ انور کی طرف سے نہایت تاکید سے حکم جاری کیا جاتا ہے ۔ کہ کوئی شخص شہر میں لوگوں پر زیادتی اور ظلم نہ کرے ۔ بلکہ اگر خود حضور انور بھی شہرِ لاہور کے کسی باشندہ کے برخلاف کوئی ناواجب حکم صادر فرمائیں ، تو ایک دفعہ جناب والا کی خدمت میں بھی صاف عرض کیجائے ، تاکہ جناب والا اسے معاف فرمائیں ۔ تہوّر پناہ کو ہمیشہ انصاف اور مستحق کی واجبی حق رسی کے بارے میں کہ وہ جس میں ذرا سی بھی سختی نہ ہو ، اور نیز اس باب میں تاکید کیا کریں ، کہ وہ شہر کے پنچوں اور منصفوں کے مشورہ سے ہر شخص مذہب کے مطابق شاستر اور کلام مجید کے احکام کی پابندی سے فیصلے کیا کرے ۔ کیونکہ ہماری مرضی مبارک ہے ۔ اور اگر کوئی شخص آپ کے حکم کی تعمیل نہ کرے ، تو اسے اپنا سندی رقعہ بھیجا کریں ، تاکہ سرکار والا اُسے عدول حکمی پر سزا دیں ۔ پُرانی خندق کو دو ہزار روپیہ خرچ کر کے تیار کرا دیں ۔ ۳۱ بھادوں سمت ۱۸۸۴ پروانگی حضور مقام مہال تنخواہ بنام فقیر صاحب ۱۵۰۰ روپے ۔ خندق مذکور پر خرچ ہونگے ۔ تنخواہ شِو دیال ۵۰۰ روپے

(منقول از اخبار شیر پنجاب لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۳۴ء صد ۱۱) ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۴۔ سردار گوربخش سنگھ صاحب شمشیر تحریر فرماتے ہیں :۔

"سرخ رنگ کی مخمل کی بنی ہوئی نہایت خوبصورت چاننی ہے، جو سنہری طلاء سے نکالی ہوئی ہے۔ کاریگری کا ایک نہایت ہی اعلیٰ نمونہ ہے۔ کئی رنگ کے سچے موتیوں کی جھالریں لگی ہوئی ہیں۔ اس کی قیمت کا اندازہ لاکھ سوا لاکھ روپیہ ہے۔ یہ نہایت ہی قیمتی اور بے نظیر خوبصورت چاننی حیدرآباد دکن کے نواب کیطرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ملی۔ مہاراجہ نے اس چاننی کو سری ہرمندر صاحب کی نذر کر دیا۔ اس وقت کپڑے میں لپیٹ کر بڑی حفاظت کے ساتھ دربار صاحب امرتسر میں رکھی ہوئی ہے۔" (رسالہ امرت بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۹ء صلہ ۳۱)

اس چاننی کے متعلق پروفیسر تیجا سنگھ صاحب ایم اے لکھتے ہیں :۔

"مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نظام حیدرآباد کیطرف سے ہیرے جواہرات سے جڑی ہوئی چاننی ملتی ہے، تو وہ اس بے مثل سوغات کو سری دربار صاحب امرتسر کی نذر کر دیتے ہیں۔"

(بھومکا شہیدی جیون مصنفہ سردار گوربخش سنگھ چھاپا یہ)

ایڈیٹر اخبار "خالصہ سماچار" بھائی سیوا سنگھ صاحب لکھتے ہیں :۔

"۱۸۲۶ء میں بسنت کے تہوار پر شالامار باغ لاہور میں بہت رونق تھی۔ رنگ برنگ کی ریشمی قناتیں اپنی شان دکھا رہی تھیں۔ اہلکاروں اور رئیسوں کی پوشاکیں دیکھنے والوں کی آنکھوں کو چندھیا رہی تھیں۔ سر پر تانا ہوا زردوزی شامیانہ اپنی خوبصورتی اپنی چمک دمک کے ساتھ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ دکھا رہا تھا۔ لیکن اس دربار میں سب سے زیادہ قیمتی اور دل کو لبھانے والی جو چیز تھی وہ تھی وہ چاننی، جو نظام حیدرآباد نے تحفہ کے طور پر اپنے وکیل درویش محمد کے ہاتھ بھیجی تھی، جو زردوزی شامیانہ کے ساتھ اس جگہ لگائی گئی، جہاں پر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بیٹھنا تھا۔ درباریوں کی آنکھیں اس چاننی کیطرف اٹھتیں اور فوراً جھک جاتیں، اور زبان داد دینے لگجاتی۔ مہاراجہ صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زردوزی شامیانے کے نیچے آئے، تو نظام حیدرآباد کی بھیجی ہوئی چانبی کے نیچے آنے کے لئے ابھی ایک قدم پیچھے اور ایک آگے رکھا ہی تھا، کہ چانبی کی طرف آپکی نگاہ گئی تو فوراً پیچھے ہٹ گئے، اور یہ لفظ آپکی زبان پر تھے:-

واہگورو! واہ گورو! واہگورو! اتنی قیمتی اور اس طرح کی نہایت ہی خوبصورت چانبی سر پر لگانے والا غریب پرتیت سنگھ کون ہے - یہ چانبی میرے سچے شہنشاہ دین و دنیا کے والی لودہی سلطان سری گورو رام داس جی کے دربار سری ہرمندر صاحب میں ہی لگنے کے لائق ہے۔"

آپ اُس چانبی کے نیچے نہیں گئے۔ اُسکو اکٹھا کر کے سری دربار صاحب امرتسر میں بھیج دیا۔" (اخبار خالصہ سماچار ۲۲ر جون ۱۹۳۹ء ص۱۵ جلد ۴۰ نمبر ۳۲)

" اس قیمتی چانبی کے علاوہ چار بہت قیمتی گھوڑے اور ایک دو دھاری تلوار، ایک توپ اور کئی بندوقیں بھی نظام حیدرآباد نے مہاراجہ کو بھیجی تھیں۔" (اخبار خالصہ سماچار امرتسر جلد ۴۰ نمبر ۳۲ ۲۲ر جون ۱۹۳۹ء ص۱۵)

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل۔ یہ کتاب گیانی واحد حسین صاحب کی تصنیف ہے۔ اسمیں سکھوں کے اس الزام کی تردید کی گئی ہے جو وہ سرہند کے مسلمان صوبیدار پر لگاتے ہیں، کہ گورو صاحب کے بچوں کو اسنے اسلام قبول نہ کرنیکی وجہ سے زندہ دیوار میں چنوا دیا تھا، اور اسی ضمن میں وہ حضرت عالمگیر اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی تہمت لگاتے ہیں، کہ یہ سب کچھ انکی پالیسی کے ماتحت ہوا تھا۔ گیانی صاحب نے اس کتاب میں خود سکھوں کی معتبر کتب سے اس الزام کی نہایت احسن پیرایہ میں تردید کی ہے۔ ملک کے مشہور ادیب مولانا عبد المجید صاحب سالک ایڈیٹر روزنامہ انقلاب نے اس کا دیباچہ لکھا ہے مختلف اخبارات کے ایڈیٹروں نے اس پر شاندار ریویو کئے ہیں۔ کتاب سکھوں میں بکثرت شائع کرنے کے قابل ہے۔ کیونکہ سکھوں اور مسلمانوں میں اختلاف اور دشمنی کی جو خلیج ایسے الزامات کی وجہ سے حائل ہو گئی ہے، اسے پاٹنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ قیمت فی نسخہ ۲ر - ایک روپیہ میں دس نسخے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر مکتبہ احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاوا کی آگ

(از جناب مولانا محمد دین صاحب سابق مبلغ امریکہ)

امام مہدی کے ظہور کے لئے جو علامات بطور ارہاص احادیث میں بیان ہوئی ہیں انمیں سے ایک علامت یہ ہے "کہ مشرق میں ایک بڑی آگ ظاہر ہوگی۔ (حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۰۹ و اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۰۷) یہ علامت سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۸۳ء میں ظاہر ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں اس آگ کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ ذیل میں اس آگ کی کیفیت ایک انگریزی رسالہ سے درج کیجاتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ آگ ایک غیر معمولی نشان کا رنگ اپنے اندر رکھتی تھی۔

جاوا اور سماٹرا کے درمیان جو پانی کا ٹکڑا ہے، اسکو آبنائے سنڈا کہتے ہیں۔ اس آبنائے میں بعض چھوٹے چھوٹے جزیرے بھی ہیں۔ انمیں سے ایک کا نام کریکاٹوآ ہے۔ اسمیں ایک آتش فشاں پہاڑ ہے، جو اس جزیرہ کے نام پر موسوم ہے۔ دو سو سال تک یہ آتش فشاں پہاڑ ایسا خاموش رہا، گویا اسمیں اب آتش فشان مادہ ختم ہو چکا ہے۔ مگر ۲۶ اگست سنہ ۱۸۸۳ء کو دوپہر کے وقت ایک بجے کے قریب وہ یکبیک پھوٹ پڑا۔ اُسوقت ایک انگریزی جہاز چارلس بل قریباً ۱۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس کے ملاحوں نے ایک دہشت ناک آواز سُنی، اور ساتھ ہی وہ کیا دیکھتے ہیں کہ کریکاٹوآ کا سارا رقبہ جو قریباً ۹ میل وسیع تھا، دفعۃً آسمان کی طرف اڑا۔ اور اس تیزی کے ساتھ گیا، جس طرح کہ ہوائی آسمان میں جاتی ہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑے فوارے کی دھار کی صورت میں زمین سے آسمان کیطرف بہت بڑی بڑی چٹانوں کے ٹکڑے اڑنے شروع ہوئے، جن کے ساتھ آگ کی بڑی بڑی لپٹوں والے شعلے اور لہردار دھوئیں کی گھٹائیں تھیں۔ ان پتھروں۔ شعلوں اور دُھوئیں کی اونچائی ۱۷ میل تک اندازہ کی گئی۔ تمام مشرقی آسمان پر گھٹا ٹوپ دھواں چھا گیا، جسمیں بجلی دمبدم کوندتی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس کے چند لحظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد کسی چیز کے پھٹنے کی آواز آئی، جو نہایت مہیب اور کانوں کو پھاڑنے والی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا، کہ ہزارہا بڑی توپیں بیک وقت داغی جارہی ہیں۔ یہ خوفناک آوازیں ایک خاصے لمبے عرصہ تک جاری رہیں۔ اس کے بعد اُس انگریزی جہاز پر جو ۱۰ میل کے فاصلہ پر تھا، پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ یہ پتھر جو بارش کی صورت میں گر رہے تھے، انسانی سر کے برابر تھے۔ پھر جھانواں پتھر کی ایک تہ ۵ فٹ گہری پانی کی سطح پر جم گئی، جس میں جہاز چلانا مشکل ہو گیا۔

یہ بمباری دمبدم بڑھتی جارہی تھی، یہانتک کہ ۵ بجے کے قریب جاوا اور سماٹرا میں ہر انسان یوں محسوس کرنے لگا گویا اس کے کان کا پردہ شق ہونے کو ہے۔ مغربی آسٹریلیا وہاں سے ۱۷۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے، وہاں توپوں کے مسلسل داغنے کی آواز سُن کر لوگ متحیر تھے۔

تین ہزار میل کے فاصلہ پر ایک جزیرہ راڈریگس نامی تھا، وہاں کے پولیس افسر نے رپورٹ کی کہ گولہ باری کی آواز سنی گئی ہے، یہ جزیرہ اتنے فاصلہ پر ہے کہ وہاں آواز کو پہنچنے میں ۴ گھنٹہ کا وقفہ درکار ہے۔ مگر یہ آواز وہاں تک جا پہنچی۔ یہ مہیب آواز دوسری صبح تک جاری رہی، جس کے ساتھ ایک بہت بڑی گڑگڑاہٹ تھی۔ اور آخر کو چار بڑے جھٹکے دار رعد کی کڑکوں کے ساتھ یہ ختم ہوئی۔ جہانتک انسانی تاریخ میں آتش فشاں پہاڑ یا کسی اور کڑک اور مہیب آواز کا ذکر آتا ہے ان میں اس دھماکے کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح جسقدر راکھ یا اور مادہ اس آتش فشاں پہاڑ نے اُگلا، وہ بھی اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ مثلاً اس دھماکے کیوجہ سے جوار بھاٹے کی جو صورت ہیں اردگرد کے سمندری علاقہ میں پیدا ہوئی، اس کا صرف اسی امر سے اندازہ ہو سکتا ہے، کہ پانی کی لہر ۷۲ فٹ اونچی ساحلی علاقہ پر یکایک آگری، جس کیوجہ سے ۳۶ ہزار صرف انسانی جانیں تلف ہوئیں۔ اور اس تندی اور طوفانی کیفیت کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے، کہ ۵ ہزار میل سے کچھ زائد فاصلہ پر افریقہ کے جنوب میں کیپ ٹون کے پاس بھی اس لہر کا دھکا پہنچا، لیکن وہاں وہ ۷۲ فٹ کی بجائے صرف ڈیڑھ فٹ اونچی رہ گئی تھی۔ علاوہ ازیں جو مٹی اور راکھ اس پہاڑ سے نکل کر آسمان تک پہنچی، اس کی اونچائی کا اندازہ ۲۰ میل تک کیا جاتا ہے۔ مگر چوڑائی کے لحاظ سے یہ دنیا کے بہت وسیع حصہ تک پھیل گئی۔ ساری سردی کے موسم میں صبح و شام تمام دنیا میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخالفین کو برمحل جوابوں سے مبہوت بنایا۔ غرض اپنے مخصوص دائرہ میں رہتے ہوئے بحث کے عنوانات میں ایک زبردست تنوّع کا ثبوت دیا۔ پھر یہ سب کچھ کسی ایک زبان میں نہیں کیا۔ عربی میں بھی لکھا، فارسی میں بھی لکھا، اور اردو میں بھی لکھا۔ پھر نثر میں بھی لکھا اور نظم میں بھی لکھا۔ پھر اردو فارسی عربی نثر اور اردو فارسی عربی نظم دونوں کا ایک زندہ سرمایہ اور گراں قدر ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑا۔ اللہ اللہ! اِس ہمہ گیری کا کیا ٹھکانا ہے۔

قلم پر اقتدار کا ایک اندازہ وہ بھی ہے، جسے انگریزی میں style of writing extempore (قلم برداشتہ تحریر) کہتے ہیں یعنی بوقتِ ضرورت بغیر کسی تیاری کے بلا توقف لکھتے جانا۔ یہ ایک بڑی سُودمند اور بے بہا خوبی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا حصّہ وافر عطا ہوا تھا۔ "اسلامی اصول کی فلاسفی" جیسی معرکۃ الآراء کتاب کا مضمون اس طرح قلم برداشتہ اور ایسی تیزی سے لکھا گیا ہے، کہ نقل کرنے والے کے لئے اسکا نقل کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ "اعجاز احمدی" کا اعجازی قصیدہ اور اردو مضمون جو دس ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے ساتھ شائع ہوا ہے، صرف پانچ دن میں تیار ہو گیا تھا۔ "خطبہ الہامیہ" کا اکثر حصہ اس طرح قلمبند کیا گیا ہے کہ سن ۱۹۰۰ء کی عید الاضحیٰ کے موقعہ پر آپ بغیر کسی پہلی تیاری کے کھڑے ہو گئے، اور عربی زبان میں بولنا شروع کر دیا۔ اِس بے ساختہ تقریر میں قربانی کی حقیقت، مقام معرفت، اپنے دعویٰ کے دلائل اور قرآن مجید کی بعض آیات کے لطیف مطالب پر ایسی روشنی ڈالی گئی ہے، کہ عقل دنگ ہو جاتی اور روح عشق عشق کرنے لگتی ہے۔ رسالہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب" بھی بہت تیزی سے لکھا گیا ہے۔ اس طرح کہ جونہی اس کے سوالات پہنچے اور آپ نے قلم برداشتہ جوابات تحریر فرمائے۔ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر بھی جب آپ نے لکھنا شروع کیا ہے، تو مسجد میں قلم لیکر بیٹھ گئے تھے، گو بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی درخواست پر اندر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے قلم برداشتہ لکھنے کا یہ عالم تھا، کہ بسا اوقات اس پر نظر ثانی کا بھی موقعہ نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ جن لوگوں نے آپ کی تحریروں کی کتابت کی ہے یا انکی کاپیاں اور پروف دیکھے ہیں انکا بیان ہے کہ حضور اکثر اوقات تیزی سے لکھتے جاتے اور مسودہ برابر دیتے جاتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طلوع وغروب آفتاب کے وقت اس خاص قسم کی روشنی کا نظارہ دکھائی دیتا رہا۔ بلکہ بعض دفعہ لنڈن اور امریکہ کے بعض علاقوں میں اور یورپ کے بعض حصوں میں لوگوں کو شبہ ہوا، کہ ان کے قرب وجوار میں کہیں بہت بڑی آگ لگ گئی ہے اور آگ بجھانے والے انجن اس دھوکہ میں اِدھر اُدھر دوڑتے رہے۔ یہ حالت سات آٹھ ماہ تک جاری رہی۔ اور جب تک تیا موسم بہار شروع نہ ہوا، آسمان کی صورت ایک غیر معمولی حالت میں رہی ۔

تفسیر سروری

یعنی

جماعتِ احمدیہ کے مفسرِ قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اردو) میں چھپتی رہی ہے اور جسمیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔ اس کی گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارہ تک کی ہے، مگر درحقیقت اس میں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ تفسیر نہایت عام فہم تفسیر ہے۔ اس کے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کل دو ہزار صفحے ہیں۔ پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی، مگر اب بعض فوری ضروریات کیوجہ سے اسکی غایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینجر ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا۔ مجلد کی قیمت ۶ ہے

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو اردو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۲۶۳۔ منکہ آمنہ بی بی زوجہ رحمت خان ساکن کوٹ موسن ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودہا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مہر میں اپنے خاوند سے اراضی تعدادی ۳ بیگھہ مزروعہ لے چکی ہوں جسکی قیمت اندازاً ۲۰۰ روپے فی ایکڑ ہے۔ کل اراضی قیمتی ۷۵۰ روپیہ کی وصیت ۱/۹ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اس وقت میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ اگر بعد میں کوئی جائداد ہوگی تو اسکے بھی ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جو رقم اپنی زندگی میں ادا کردونگی وہ وصیت سے منہا سمجھی جائے گی۔ اگر کوئی ماہوار یا سالانہ یا ششماہی آمدنی ہو تو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور آمدنی کا حصہ ادا کرتی رہونگی۔ الامۃ۔ آمنہ بی بی اہلیہ چوہدری رحمت خان کوٹ موسن (نشان انگوٹھا)۔ رحمت خان گواہ شد خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ خدابخش سکرٹری انجمن احمدیہ ادرحمہ۔ **نمبر ۶۲۶۶** منکہ عبدالسلام ولد عبداللہ خان قوم ککے زئی افغان پیشہ ملازمت عمر ۱/۲ ۱۲ سال پیدائشی احمدی ساکن تھہ غلام نبی ڈاکخانہ ڈیری والہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۸/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت ذاتی طور پہ کوئی نہیں ہے۔ اِسوقت میری ماہوار آمد تنخواہ بذریعہ ملازمت ۴۶ روپے ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ اگر کوئی جائداد میرے مرنے کے وقت ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عبدالسلام فٹر بقلم خود جبل پور نیا محلہ معرفت بابو غلام مصطفٰے صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ جبلپور۔ گواہ شد غلام احمد نیا محلہ جبلپور۔ گواہ شد غلام مصطفٰے نیا محلہ جبل پور۔ **نمبر ۶۲۶۷** منکہ برہان محمد ولد چوہدری علی محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۸/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد ذاتی طور پر نہیں ہے اِسوقت میری ماہوار تنخواہ بذریعہ ملازمت کے ۴۶ روپیہ ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے اگر کوئی جائداد میرے مرنیکے بعد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ برہان محمد معرفت بابو غلام مصطفٰے صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نیا محلہ جبلپور۔ گواہ شد عبدالسلام فٹر۔ گواہ شد۔ غلام مصطفٰے نیا محلہ جبلپور۔

نمبر ۶۲۶۹ منکہ قاضی منصور احمد بھٹی ولد قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قوم بھٹی راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنے مکان واقعہ محلہ دارالبرکات شرقی جسکی قیمت اندازاً مبلغ ۱۷۰۰ روپے ہے۔

له نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کیجاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے ۔۔۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میرا کاروبار تجارت وطبابت پر ہے جسکی آمدنی معین نہیں کیجا سکتی تاہم اندازاً ۱۵ روپیہ ہو گی۔ میں اپنی آمد کا تازیست ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ العبد:۔ منصور احمد بھٹی۔ گواہ شد قاضی عبدالرحیم بھٹی۔ اوورسیر۔ گواہ شد۔ بشیر احمد بھٹی۔

نمبر ۶۲۷۱ منکہ نور زینب زوجہ قریشی عبدالغنی صاحب قوم قریشی۔ عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ ۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائداد صرف ایک مکان واقعہ محلہ دارالبرکات شرقی ہے جس کی قیمت دو ہزار روپیہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ مہر میں وصول کر چکی ہوں۔ زیور کوئی نہیں۔ الامتہ۔ نور زینب بقلم خود۔ گواہ شد۔ قاضی عبدالرحیم بھٹی اوورسیر۔ گواہ شد۔ قریشی عبدالغنی بقلم خود خاوند موصیہ میک ورکس قادیان۔

نمبر ۶۲۷۲ منکہ سلطان عالم ولد پیر شیر عالم صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن موضع گولیکی ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اخاء ۱۳۲۱ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ ۲۷ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا میرے مرنیکے بعد میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد: سلطان عالم قریشی ملٹری اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ فورٹ سنڈیمن بلوچستان۔ گواہ شد۔ محمد عالم قریشی بی اے برادر موصی۔ گواہ شد۔ غلام رسول احمدی ایس۔ وی ٹیچر بقلم خود۔

نمبر ۶۲۷۳ منکہ رضیہ بیگم زوجہ چوہدری شکر الٰہی صاحب قوم راجپوت منہاس عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن نبی پور ڈاکخانہ گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۱۰/۱ ۱۳۲۱ ہش بروز جمعہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ۱۔ میرا مہر بذمہ خاوند مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ ہے۔ ۲۔ میرا زیور اسوقت صرف ایک جوڑی کلنٹے طلائی وزنی چھ ماشہ قیمتی مبلغ ۲۶ روپے ہیں۔ باقی زیور میں چندوں میں دے چکی ہوں ۳۔ میری اسوقت کوئی آمدنی نہیں نہ کوئی اس کے علاوہ جائداد منقولہ یا غیر منقولہ۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ کہ اگر کوئی میری جائداد میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ہاں جو رقم میں اپنی جائداد کے حصہ میں سے داخل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرچکی ہوں وہ منہا بھی جائیگی۔ اگر میری آمدنی کی صورت پیدا ہوگی۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتی رہونگی۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم مجھے اس وصیت پر قائم رکھے۔ احمدیت پر میری موت ہو۔ الامتہ۔ رضیہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد۔ شکر الٰہی پوسٹل کلرک ننکانہ صاحب۔ خاوند موصیہ گواہ شد۔ محمد سعید اللہ احمدی دارالسعۃ۔

نمبر ۶۲۷۷ منکہ حاکم بی بی زوجہ علی محمد سیکرٹری قوم جٹ عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۱۲ء ساکن ونجواں ڈاکخانہ بھلہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں ہے صرف ایک سو روپیہ بابت زیور میرے خاوند کے ذمہ ہے جو کہ اس نے اپنی ضرورت میں خرچ کر لیا ہوا ہے۔ اور ۳۲ روپے مہر کے بھی میرے خاوند کے ذمہ ہے اس کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ اگر بروقت وفات میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اسکی ادائیگی میرے خاوند کے ذمہ ہوگی۔ الامتہ۔ حاکم بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد علی محمد خاوند موصیہ بقلم خود ونجواں۔ گواہ شد۔ چوہدری غلام حسین ونجواں نشان انگوٹھا۔

نمبر ۶۲۷۸ منکہ محمد یوسف ولد غلام محمد قوم راجپوت راٹھر پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن ڈورے ڈاکخانہ ہسولہ ضلع جہلم پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹/۴۲ مندرجہ ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں۔ البتہ میرا گذارہ اپنی ماہوار آمد پر ہے جو بحالات موجودہ ۱۴۰ روپے ۹ر ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنیکے بعد میری جسقدر جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الموصی۔ محمد یوسف احمدی لیس نائک سینئر ڈیکوریٹر نمبر ۱۷۱۱۹ حال نمبر ۲۰۴ بی او ڈی معرفت بیس پوسٹ آفس کولمبو سیلون۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل معتبر ۲۰۴ بی او ڈی معرفت بیس پوسٹ آفس کولمبو۔ گواہ شد۔ H. Khan کولمبو۔ گواہ شد۔ محمد شفیع ولد عبد المجید ساکن قادیان محلہ ارائیاں۔

نمبر ۶۲۷۹ منکہ فضل بیگم زوجہ ضیاء الدین احمد قریشی بی اے ایل ایل بی قوم اچوت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دہلی ڈاکخانہ پہاڑ گنج بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ ۱۔ یہ کہ اسوقت میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے ہاں منقولہ جائداد بصورت حق مہر مبلغ ایکہزار روپیہ اور زیور مبلغ ۵۰۰ کل مبلغ ۱۵۰۰ روپیہ میرے شوہر ضیاء الدین احمد صاحب قریشی بی اے ایل ایل بی دہلی کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کل رقم ۱۵۰۰ روپیہ کے ۱/۵ حصہ مبلغ ۳۰۰ روپیہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں جسکی ادائیگی میرے شوہر صاحب مذکور باقساط صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کریں گے۔ ۲۔ یہ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے مرنے پر جسقدر جائداد اس کے علاوہ میری ثابت ہو اس کے ۱/۵ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ الامۃ ۔ فضل بیگم موصیہ بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ ضیاء الدین احمد قریشی بی اے ایل ایل ۔ بی دہلی ۔ گواہ شد عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ ۔ نمبر ۶۲۸۰ منکہ بیگم بی بی زوجہ شمس الدین قوم کشمیری عمر ۵۰ سال ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۴-۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری جائداد اسوقت ۲ صد روپیہ نقد اور تین صد روپیہ مہر بذمہ خاوند ہے ۔ میں اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ نیز میری وفات پر اگر اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ الامۃ بیگم بی بی نشان انگوٹھا ۔ گواہ شد شمس الدین خاوند موصیہ ۔ گواہ شد ملک حسن محمد احمدی بقلم خود قادیان نمبر ۶۲۸۱ منکہ امۃ المجید بیگم بنت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قوم مغل عمر ۱۶ ۱/۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۴-۲۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے ۔ مجھے اپنے والد کی طرف سے مبلغ ۱۰ روپے ماہوار ملتے ہیں ۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ میرے مرنے کے بعد جو منقولہ یا غیر منقولہ جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی ۔ الامۃ ۔ امۃ المجید ۔ گواہ شد مرزا بشیر احمد والد موصیہ ۔ گواہ شد ۔ مرزا منیر احمد ۔ نمبر ۶۲۸۲ منکہ خدا بخش ولد شیخ مولا بخش صاحب قوم شیخ خواجہ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ رانجھہ حال کوٹ مومن ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودہا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴۴-۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائداد حسب ذیل ہے ۔ مبلغ ۴ ہزار روپیہ نقد ہے جو تجارت وغیرہ میں لگا ہوا ہے ۔ میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میری ماہوار آمد ۲۵ روپے ہے اس کا بھی دسواں حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میں نے اپنے والد صاحب سے ۸۹۴ روپیہ قرضہ لینا ہے اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں ۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد ۔ خدا بخش بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ سید بابر علی اکبر مولوی فاضل قادیان ۔ گواہ شد ۔ بشیر احمد سیالکوٹی مولوی فاضل ۔ نمبر ۶۲۸۳ منکہ منصورہ بیگم زوجہ قاضی منصور احمد صاحب ۔ قوم راجپوت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۴۴-۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری جائداد حسب ذیل ہے ۔ مہر ۵۰۰ روپے جو میں اپنے خاوند سے بصورت زیور وصول کر چکی ہوں ۔ زیور ۱۴ تولہ سونا قیمتی ۷۰۰ روپیہ چاندی وزنی سوا سو (۱۲۵) تولہ قیمتی ایک سو روپیہ ۔ کل آٹھ سو روپیہ ۔ میں اس جائداد مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ نیز میری وفات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ۔ منصورہ بیگم۔ گواہ شد منظور احمد بھٹی خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ قاضی عبدالرحیم بھٹی اوورسیر قادیان۔

نمبر ۶۲۸۴ منکہ حرمت بی بی زوجہ میاں فضل دین صاحب قوم ارائیں عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سیکھواں ڈاکخانہ ڈیریوالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنیکے بعد کوئی جائداد اور ثابت ہو جائے تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ چند حروف وصیت تحریر کر دیے ہیں۔ الامۃ حرمت بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ مہر فضل دین صاحب خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ قریشی فضل حق مدرس۔

نمبر ۶۲۸۵ منکہ حبیبہ خاتون زوجہ لطیف احمد صاحب قوم شیخ عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت جائداد میرے خاوند کے ذمہ مہر ہے جو مبلغ ۵۰۰ روپیہ ہے اور زیور ہے جسکی تفصیل یہ ہے۔ پری بند نقرئی ۸ تولہ قیمتی ۶ روپے۔ کٹھیلا نقرئی ۸ تولہ قیمتی ۹ روپے۔ لچھے نقرئی ۲۲ تولہ قیمتی ۱۶ روپے۔ چھاور نقرئی ۸ تولہ ۶ روپیہ۔ جوسن نقرئی ۲ تولہ ۴ روپے۔ نونگے نقرئی ۲ تولہ ۵ روپے۔ ہار نقرئی ۲۲ روپے۔ جگنی ۱/۲ ۲ تولہ نقرئی ۲ روپے ۸ آنے۔ آرسی نقرئی ۱/۲ ۱ تولہ ایک روپیہ ۸ آنے۔ انو کھے نقرئی ۲۸ روپے جس کی اندازاً قیمت ۱۰۰ روپے ہے۔ کل ۶۰۰ روپے ہوئے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد میں سے کچھ رقم ادا کر دوں تو وہ وصیت کردہ حصہ سے منہا سمجھی جائیگی الامۃ۔ حبیبہ خاتون موصیہ۔ گواہ شد لطیف احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ بشارت احمد نسیم برادر موصیہ بقلم خود۔

نمبر ۶۲۸۶ منکہ بشارت احمد نسیم ولد مولوی محمد عبدالسمیع صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ مبلغ ۴۸ روپے تعلیمی اخراجات اور مبلغ ۶۰ روپے سالانہ جیب خرچ مجھے اپنی والدہ صاحبہ محترمہ کی جانب سے ملتے ہیں۔ کل ۱۰۸ روپے ہوئے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد سے کچھ رقم ادا کر دوں تو وہ وصیت کردہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصہ سے منہا سمجھی جائے گی۔ العبد۔ بشارت احمدؐ نسیم بقلم خود۔ گواہ شد۔ لطیف احمدؐ بقلم خود جنرل سروس کمپنی قادیان۔ گواہ شد۔ محمدؐ عبدالسمیع والد موصی ؛

نمبر ۶۲۸۷ منکہ صالحہ فاطمہ بنت فضل محمدؐ صاحب قوم رجپوت عمر ۳۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیور طلائی ۵ تولہ مبلغ ۲۵۰ روپے۔ زمین محلہ دارالبرکات میں ۱۰ مرلہ قیمت مبلغ دو صد روپیہ۔ زیور نقرئی ایک سیر قیمت ۳۰ روپے۔ مہر مبلغ چار صد روپیہ جو مکان کی صورت میں مندرجہ بالا زمین پر تعمیر ہے۔ کل قیمت بمعہ پارچات و برتن ہائے ضروری مستعملہ کچھ مبلغ ۹۰۰ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ۔ صالحہ فاطمہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ سمیع اللہ ولد ماسٹر غلام محمدؐ صاحب مرحوم پسر موصیہ۔ گواہ شد۔ فضل محمدؐ والد موصیہ۔ کاتب وصیت۔ عبدالرحیم احمدؐ دیانت سوڈا واٹر فیکٹری قادیان ؛

نمبر ۶۲۶۲ منکہ رحمت خان ولد نواب قوم ملک پیشہ زمیندارہ عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۴۱ء ساکن کوٹ مومن ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶ ۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت مندرجہ ذیل ہے۔ اراضی تعدادی کل ۱۵ کلہ ۷ کنال نہری مزروعہ ہے جس میں سے ۶ کلہ ۳ کنال پٹہ پر ہے اور یہ پٹہ ایک قرضہ کی ادائیگی کے لئے ۱۱ سال کے لئے پٹہ پر دیگئی تھی جسمیں سے ۸ سال کا عرصہ گذرچکا ہے اور تین سال باقی ہے۔ ۲۔ دو کلہ ۶ کنال بھی پٹہ پر ہے اور اسکی میعاد ابھی ۸ سال باقی ہے۔ یہ میعادیں گذرنے کے بعد یہ پٹہ فک ہوکر اراضی تمام میرے قبضہ میں آجائیگی۔ باقی اراضی ۶ کلہ ۳ کنال میں نے اپنی ہمشیرگان کو دی ہوئی ہے اور تین بگیہ اپنی والدہ کو دی ہوئی ہے اور تین بگیھ اپنی اہلیہ آمنہ بی بی کو مہر میں دی ہوئی ہے۔ اسوقت باقی چھ بگیھ میرے قبضہ میں اراضی زیر کاشت ہے اس کے علاوہ ایک مکان معہ صحن ۳۲۵ روپے۔ ایک مکان سفیدہ شہر کوٹ مومن میں قیمتی ۵۰ روپے ہے۔ اندازاً ۱۰۷۰ روپے مختلف لوگوں کا میرے پر قرضہ ہے ان قرضہ جات کی ادائیگی کے بعد جو جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو آمدنی اس اراضی سے یا کسی اور وجوہ سے ہوگی اسکے بھی ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو رقم اپنی زندگی میں ادا کرونگا وہ وصیت سے منہا سمجھی جائے گی۔ اس کے علاوہ اگر اور کوئی میری جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اراضی مندرجہ بالا مزروعہ کی قیمت کا اندازہ ۵۰۰ روپیہ فی ایکڑ ہے۔ العبد۔ رحمت خان نشان انگوٹھا۔ کوٹ مومن ضلع سرگودھا۔ گواہ شد۔ محمدؐ حیات سکنہ اورحمہ۔ گواہ شد۔ میاں خدابخش سکرٹری انجمن احمدیہ اورحمہ ؛

نمبر ۶۲۷۵ منکہ انوری بیگم زوجہ ڈاکٹر شیخ سردار علی صاحب قوم شیخ عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساکن وڈالہ بانگر ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۰/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ۱۔ زیور بندی طلائی ایک عدد وزن ۲ تولہ تین ماشہ ۲۔ گلوبند طلائی ایک عدد وزن ۶ تولہ ۶ ماشہ۔ ۳۔ مالا طلائی ایک عدد وزن ۳ تولہ۔ ۴۔ کلپ طلائی ایک جوڑی وزن یک تولہ ۲ ماشہ ۔ ۵۔ انگوٹھی طلائی دو عدد وزن ۸ ماشہ ۷ رتی۔ ۶۔ کانٹا طلائی ۲ جوڑی وزن یکتولہ ۵ ماشہ ۵ رتی۔ ۷۔ چوڑی طلائی ۷ عدد وزن ۵ تولہ۔ کل زیور طلائی ۲۱ تولہ ایک ماشہ ۴ رتی ہے جس کی موجودہ قیمت اندازاً ۱۰۱۴ روپے ہیں۔ ب ۱۔ زیور نقرئی پازیب ایک جوڑی وزن ۲۷ تولہ جسکی موجودہ قیمت اندازاً ۱۴ روپیہ ہے۔ ج۔ مشین سلائی پرانی ایک عدد جسکی موجودہ قیمت اندازاً مبلغ ۵۰ روپیہ۔ د۔ حق مہر مبلغ دو ہزار روپے بذمہ خاوند ہے۔ اس مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اس کے علاوہ جو جائداد بھی میری بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ۔ انوری بیگم بقلم خود۔ گواہ شد شیخ سردار علی ریزیڈنٹ سپرنٹنڈنٹ ہسپتال متعدی امراض کنگزوے سول لائن دہلی گواہ شد شیخ عبدالواحد مولوی فاضل واقف زندگی۔

نمبر ۶۲۷۱ ۔ منکہ راج محمد ولد زلفو قوم بڈھانہ پیشہ زمیندارہ عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن ہیچ مرگ ڈاکخانہ ہندواڑہ ضلع بارہ مولا کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۸/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کیوقت جس قدر جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مکان سکونتی ایک عدد قیمتی سو روپیہ۔ زمین آباد ۲۸ کنال قیمتی ۴۰۰ روپیہ۔ زمین غیر آباد ۱۱ کنال ۲۲ روپے ایک گھوڑی قیمتی ۵۰ روپے۔ بھیڑ بکری ۱۴ راس قیمتی ۱۰۰ روپے۔ مکان اور منقولہ جائداد ۲۵۰ روپیہ کا دسواں حصہ مبلغ ۲۵ روپیہ نقد ادا کردونگا۔ اور زمین میں سے ایک قطعہ ۴ کنال جسمیں ایک درخت سیب ہے اور جو مسجد احمدیہ ہیچ مرگ اور میرے سکونتی مکان کے درمیان واقعہ ہے صدر انجمن احمدیہ کے نام ہبہ یا وقف لکھدونگا جیسی صورت سہل و ممکن ہو میرے وارثوں کو اس قطعہ کے ساتھ کوئی دخل نہیں رہیگا۔ (نوٹ) جو ۴ کنال وقف رہیگا وہ دوسری زمین سے زیادہ اچھا اور با موقعہ ہے اس لئے وہ ۴ کنال ۴۲۲ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی نسبت رکھتا ہے۔ العبد راج محمد ولد زلفو بقلم خود۔ گواہ شد۔ جابٹ ساکن ملک پورہ۔ گواہ شد۔ اسلام دین ولد پیر محمد ہیچ مرگ کشمیر۔

نمبر ۶۲۷۴ ۔ منکہ اللہ رکھی زوجہ میاں محمد بوٹا قوم ترکھان عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن باغبانپورہ ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۸/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اول ایک خام مکان سکنہ بھسے تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر میں ہے جس کے ۱/۴ حصہ کی میں مالکہ ہوں جسکی موجودہ قیمت قریباً دوصد روپیہ ہے۔ یہ حصہ مکان مجھے اپنے خاوند کیطرف سے میرے حق مہر کی ادائیگی میں ملا ہے اور میرا حق مہر ۲۰۰ روپیہ ہے۔ دوم میرے پاس دو عدد چاندی کی ڈنڈیاں ہیں جن کا وزن ۳ تولہ ہے جن کی قیمت قریباً ۵ روپیہ ہے۔ سوم ایک مکان پختہ دو منزلہ چار مرلہ سکنہ باغبانپورہ میں ہے۔ یہ مکان میرے دو لڑکوں کا ہے جنہوں نے مجھے اس مکان کی ملکیت میں شریک کیا ہے میں اس مکان کے ۱/۸ حصہ کی مالکہ ہوں۔ مکان کی قیمت ۱۸۰۰ روپے ہے گویا ۲۲۵ روپیہ کی میری ملکیت ہے اس لحاظ سے ۲۲۵ و ۲۰۰ و ۵ کل ۴۳۰ کی جائداد کی مالکہ ہوں۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے اور نہ ہی میری کوئی آمدنی ہے۔ میرا خرچ خوراک وغیرہ میرے لڑکے ادا کرتے ہیں۔ میں مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو کہ ۴۳ روپے ہوتے ہیں۔ میں یہ رقم انشاء اللہ اپنی زندگی میں ہی ادا کردونگی۔ اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ الامۃ۔ نشان انگوٹھا۔ اللہ رکھی موصیہ باغبانپورہ۔ گواہ شد حکیم محمد عبداللہ سکرٹری تعلیم و تربیت۔ گواہ شد تاجدین فرزند موصیہ بقلم خود و مستری شاہدین احمدی سکرٹری مال انجمن احمدیہ باغبانپورہ ؛

نمبر ۶۲۷۶ منکہ شیخ سردار علی ولد شیخ عبدالغنی صاحب قوم شیخ پیشہ ڈاکٹری ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن وڈالہ بانگر ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے جو کہ ہم سب تین بھائیوں میں بحصہ برابر مشترکہ ہے۔ ۱۔ موضع ست کوٹ تحصیل و ضلع گورداسپور میں ملکیتی اراضی موازی ۱۰۱ کنال ۶½ مرلہ۔ ۲۔ موضع ست کوٹ تحصیل و ضلع گورداسپور میں اراضی موازی ۲۲۲ کنال ۱۶ مرلہ جو کہ مبلغ ۴۷۹۵ روپیہ میں رہن لی ہوئی ہے۔ ۳۔ موضع میر کچاڑ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں اراضی ملکیتی موازی ۱ کنال ۴ مرلہ۔ ۴۔ ایک کنال سکونتی اراضی ملکیتی محلہ دار العلوم قادیان میں ہے ۵۔ ایک عدد مکان ملکیتی پختہ و خام واقع موضع وڈالہ بانگر تحصیل و ضلع گورداسپور جس کی مالیت تخمیناً ۵۰۰ روپیہ ہے۔ ۶۔ ایک عدد مکان خام واقع موضع وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور جو کہ مبلغ ۳۵۰ روپے میں رہن لیا ہوا ہے۔ مندرجہ بالا جائداد ہمارے والد صاحب مرحوم کیطرف سے ورثہ میں ہم سب تین بھائیوں کو آئی ہے۔ والد صاحب مرحوم کا کچھ قرضہ ہے وہ اس جائداد سے ادا کرنا ہے۔ نیز بموجب زبانی وصیت والد صاحب مرحوم ایک ہمشیرہ کی شادی کے اخراجات اس جائداد میں سے کرنے ہیں اور چھوٹے بھائی کی تعلیم کا خرچ پورا کرنا ہے۔ ان تینوں اخراجات کے پورا کرنے کے بعد جسقدر جائداد بچے اسمیں سے میرا ۱/۳ حصہ ہے اس کے علاوہ میرا اکیلے کا دار الانوار قادیان میں ایک نصف حصہ ہے .... جسمیں ۴ کنال قطعہ اراضی بھی شامل ہے۔ میں دار الانوار والا حصہ اور مذکورہ بالا جائداد کے اپنے حصہ کے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میں اسوقت دہلی میں بمشاہرہ ۲۳۰ روپے ماہوار پر ملازم ہوں اسکا ۱/۱۰ حصہ بھی انشاء اللہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اور بھی جو جائداد میری وفات کے وقت ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ شیخ سردار علی بقلم خود ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ڈی۔ ٹی۔ ایم ریزیڈنٹ سپرنٹنڈنٹ ہسپتال متعدی امراض۔ کنگز وے سول لائن دہلی ؛ گواہ شد غلام محمد بی۔ ایس۔ سی۔ بی۔ ٹی سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس قادیان۔ گواہ شد۔ محمد ابراہیم

بی ایس سی بی ٹی ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو کاتب کے پاس پہنچتا جاتا تھا اور پھر اس پر نظر ثانی کا کوئی موقعہ نہیں ملتا تھا۔ آپکی کتابوں "تحفہ گولڑویہ" "شہادت القرآن" اور "آئینہ کمالات اسلام" وغیرہ میں جابجا اس کی شہادت ملتی ہے۔

اوپر گذر چکا ہے کہ آپکی تحریری زندگی کا آغاز قریباً ۱۸۷۵ء میں ہوا تھا۔ اور مئی ۱۹۰۸ء میں آپکی وفات ہو گئی۔ اِس طرح اس تیتیس سالہ تحریری زندگی میں آپ نے کم و بیش بارہ ہزار صفحات کا لٹریچر تصنیف کر دیا۔ اِس کے ساتھ جب آپکی تقسیم اوقات پر نظر کیجائے تو اقرار کرنا پڑتا ہے، کہ آپ نہایت تیزی کیساتھ تحریر کرنے پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ آپ اُن دنیاوی مصنّفین میں سے نہیں تھے، جن کو سوائے خامہ فرسائی کے اَور کوئی کام ہی نہیں ہوتا بلکہ آپ تمام نمازیں باقاعدہ مسجد میں ادا فرماتے۔ صبح کے بعد سیر کو جاتے۔ ظہر، عصر اور مغرب کے بعد دعوت وارشاد کے لئے مجلس میں رونق افروز ہو جاتے۔ باہر سے آنیوالوں کے ساتھ ملاقاتیں کرتے۔ مریضوں کا علاج اور تیمارداری فرماتے۔ علاوہ بریں اس تیتیس سال میں آپکو قریباً انتیس سفر بھی پیش آئے ہیں۔ جن میں دن ہی نہیں بلکہ ہفتے بھی صرف ہوئے ہیں۔ پھر آپکو اُن مقدمات کی جوابدہی کے لئے بھی جانا پڑتا تھا، جو ظالم لوگ محض مذہبی مخالفت کیوجہ سے آپ کے خلاف ناحق دائر کرتے رہتے تھے۔ پھر آپکی طبیعت بھی بہت کمزور تھی۔ دورانِ سر اکثر رہتا تھا۔ اور ذیابیطس کی شکایت بھی برابر چلی جاتی تھی۔ یہانتک کہ بعض دنوں میں تو آپکو سو سو بار پیشاب کے لئے اٹھنا پڑتا تھا۔ پھر آپ کا میدان تحریر بہت دشوار گذار تھا۔ اِدھر اُدھر سے اقتباس لیکر جمع کر دینا اَور بات ہے۔ لیکن اہم علمی موضوع پر قلم اٹھانا اور مضامین عالیہ و نادرہ کا دریا بہاتے چلے جانا اَور بات۔ اِس کے ساتھ اضافہ کیجئے اِس حقیقت کا کہ آپکو مامور الٰہی ہونے کا دعویٰ تھا۔ آپ جانتے تھے، کہ میری تحریریں متبعین کے لئے دلیل راہ ہیں، اور انہیں لغزش انکو ڈگمگا دینے والی۔ اور یہ بھی بالکل سامنے کی بات تھی کہ میرے منکر مخالفت کے لئے اُدھار کھائے اور کہنیوں تک آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ جیسوں کی تو زندگیاں ہی خوردہ گیری کے لئے وقف ہو چکی ہیں۔ ان کا عناد تو کتابت اور طباعت کی غلطیوں کو بھی نظر انداز کرنے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اِن حالات میں تو بڑے سے بڑے مشاق ادیب کا تیز رو شہب خامہ بھی جولانیاں بھول جاتا اور قدم قدم پر سکندری کھاتا ہے، لیکن آپکی تحریر کا عالم پکار رہا ہے کہ آپ کے سریع السیر قلم اور نبض کی حرکت باہم دگر بالکل ہمدم و ہم قدم تھی۔ ایسے حالات اور اتنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متفرق اشغال اور طبیعت کی ایسی کمزوری پر اسقدر نازک پوزیشن رکھتے ہوئے ایسے اہم موضوعات پر اتنا زبردست تحریری سرمایہ جمع کر دینا قلم پر آپ کے کامل اقتدار کا ایک ایسا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ بڑے سے بڑا دشمن عنید بھی بشرطیکہ جادۂ انصاف سے بالکل ہی مُعرّا نہ ہوگیا ہو اس سے آنکھیں بند نہیں کرسکتا۔

آپ کی تحریر کی پانچویں خوبی یہ ہے، کہ اسمیں بلا کا زور پایا جاتا ہے۔ گویا "آپکی انگلیوں میں بجلی کے تار اُلجھے ہوئے تھے" آپ نے غیر مذہب والوں کے مقابلہ میں ایسی زبردست تحریریں شائع کیں، جنہوں نے مذہبی دنیا میں اس سرے سے اُس سرے تک ہل چل پیدا کر دی۔ بقول مرزا حیرت دہلوی آپ کے "قلم میں اسقدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ تمام بلندیٔ ہند میں بھی اِس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں"۔

بعض تحریریں ایسی ہوتی ہیں، کہ انکو پڑھنے سے کسل پیدا ہو جاتا ہے، اور طبیعت جمائیاں لینے لگتی ہے، لیکن آپ کے کلام میں خیالات کی روانی کے ساتھ احساسات کی شدت اور جذبات کا مدّ و جزر بھی اتنا موجود ہے، کہ پڑھنے والے میں کاہلی اور سُستی نہیں بلکہ بیداری اور زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ میتھیو آرنلڈ جسے مصنفین کے نقد و تبصرہ میں بڑی شہرت حاصل ہے، لکھتا ہے:-

"The fighting power of soldiers depends upon the tactical skill with which they are handled, and the force of ideas depends upon the way in which the Verbal battalians that represent them are marshalled in the battle-feild of thought."

یعنی سپاہیوں کی جنگجوئی کی طاقتوں کا انحصار اُس چابکدستی اور اُن شاطرانہ چالوں پر ہے جنسے انکو ضبط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں رکھا جاتا ہے اور فکر و ادراک کا زور اس طور و طریق پر منحصر ہے جس سے انکی قائم مقام الفاظ کی پلٹنیں تخییل کے رزم گاہ میں صف آرا کیجاتی ہیں -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے آپ کا اس امر سے اچھی طرح واقف ہونا ظاہر ہوتا ہے، کہ پُرزور خیالات کے ادا کرنے کے لئے الفاظ بھی مناسب ترتیب سے پُرزور بنائے جاسکتے ہیں - اور اس امر سے واقف ہونا بھی کہ کسی شے کی ماہیت حاصل کرنے کے لئے ذہن اپنا کام کن امور سے شروع اور ختم کرتا ہے - جب آپ کسی خیال کی زیادہ وضاحت کرتے ہیں، تو یہ نہیں ہوتا کہ بعد میں تحریر کی دلچسپی اور زور بجائے بڑھنے کے گھٹنے لگے - صفات اور متعلقات جمل کا قاعدہ یہ ہے، کہ گو ان سے مفہوم کی تعیین تو زیادہ وضاحت وصحت سے ہو جاتی ہے، لیکن عموماً اس کے ساتھ ہی کلام کا زور بھی اتنا ہی کم ہو جاتا ہے - برخلاف اس کے آپکی تحریر کا کمال یہ ہے، کہ اسمیں دونوں امور نہایت خوبی سے پائے جاتے ہیں - دیکھئے حقیقت اسلامیہ کے حصول کے ذرائع کو آپ کسقدر پُرزور الفاظ میں ادا فرماتے ہیں :-

"اگرچہ قرآن کریم نے حقیقتِ اسلامیہ کی تحصیل کے لئے بہت سے وسائل بیان فرمائے ہیں - مگر درحقیقت اُن سب کا مآل دو قسم پر ہی جا پڑتا ہے - اول یہ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اُس کی مالکیتِ تامہ اور اُس کی قدرتِ تامہ اور اُس کی حکومت تامہ اور اُس کے علمِ تام اور اُس کے حسابِ تام اور نیز اُس کے واحد لاشریک اور حی قیوم اور حاضر و ناظر، ذوالاقتدار اور ازلی ابدی ہونے میں اور اُس کی تمام قوتوں اور طاقتوں اور جمیع جلال و کمال کے ساتھ یگانہ ہونے میں پورا پورا یقین آجائے - یہانتک کہ ہر ایک ذرہ اپنے وجود اور اس تمام عالم کے وجود کا اُس کے تصرف اور حکم میں دکھائی دے - اور هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ کی تصویر سامنے نظر آجائے - اور نقش راسخ بِيَدِهٖ مَلَكُوتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے جلی قلم کے ساتھ دل میں لکھا جائے - یہانتک کہ اُسکی عظمت اور ہیبت اور کبریائی تمام نفسانی جذبات کو اپنی قہری شعاعوں سے مضمحل اور خیرہ کر کے اُنکی جگہ لے لے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے قہری حملہ سے نفسانی سلطنت کے تخت کو خاکِ مذلت میں پھینک دیوے، اور ٹکڑے ٹکڑے کردیوے! اور اپنے خوفناک دشمنوں سے غفلت کی دیوار کو گرادے، اور تکبر کے میناروں کو توڑ دے، اور ظلمتِ بشری کی حکومتیں وجودِ انسانی کی دارالسلطنت سے بکلی اٹھا دیوے، اور جو جذبات نفسِ امّارہ کے طبیعتِ انسانی پر حکومت کرتے تھے، اور باعزت سمجھے گئے تھے، انکو ذلیل اور خوار اور ہیچ اور بے مقدار کرکے دکھلا دیوے۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱)

قرآن مجید میں صداقت کا ایک معیار یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے، کہ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اس سے ظاہر ہے کہ کاذب بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا، کہ اگر میں صادق نہیں ہوں تو تباہ و برباد اور ہلاک کردیا جاؤں۔ لیکن دیکھیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ "حقیقت المہدی" کا آغاز کرتے ہوئے کیسے لرزہ براندام کردینے والے الفاظ میں دعا کرتے ہیں کہ ؎

"اے قدیر و خالقِ ارض و سما   اے رحیم و مہربان و رہ نما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر   اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر   گر تو دیدہ استی کہ ہستم بد گہر،
پارہ پارہ کن منِ بدکار را   شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار   ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوارِ من   دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
در مرا از بندگانت یافتی ،   قبلۂ من آستانت یافتی ،
در دلِ من آں محبت دیدۂ !   کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کار کن ،   اندکے افشاء آں اسرار کن"

خالی الذہن ہوکر خداترسی کے ساتھ غور کرنے کی بات ہے، کہ یہ دعا کیا اس شخص کے منہ سے نکل سکتی ہے جس کو اپنے صادق ہونے پر کامل یقین نہ ہو؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵ر جون ۱۸۹۳ء کو آپ نے ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کیمتعلق پیشگوئی شائع فرمائی، اور بتایا، کہ اگر وہ رجوع نہیں کرے گا تو پندرہ ماہ کے اندر ہلاک ہو جائے گا پیشگوئی کے شائع ہوتے ہی آتھم جیسا مرعوب ہؤا، اور اسپر جو سراسیمگی و بدحواسی طاری ہوئی، اسکی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:۔

"مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنی مضطربانہ حرکات سے ثابت کر دیا کہ اسنے اِس پیشگوئی کو تعظیم کی نظر سے دیکھا، جو الہامی طور پر اسلام کی صداقت کی بنیاد پر کی گئی تھی، اور خدا تعالیٰ کے الہام نے بھی مجھکو یہی خبر دی، کہ ہم نے اُس کے ہم اور غم پر اطلاع پائی یعنی وہ اسلامی پیشگوی سے خوفناک حالت میں پڑا۔ اور اس پر رعب غالب ہؤا۔ اس نے اپنے افعال سے دکھا دیا، کہ اسلامی پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اس کے دل پر ہؤا۔ اور کیسے اُس پر گھبراہٹ اور دیوانہ پن اور دل کی حیرت غالب آگئی، اور کیسے الہامی پیشگوئی کے رعب نے اس کے دل کو ایک کچلا ہؤا دل بنا دیا۔ یہانتک کہ وہ سخت بے تاب ہؤا۔ اور شہر بہ شہر اور ہر ایک جگہ ہراساں اور ترساں پھرتا رہا۔ اور اس مصنوعی خدا پر اُسکا توکّل نہ رہا، جسکو خیالات کی کجی اور ضلالت کی تاریکی نے الوہیت کی جگہ دے رکھی ہے۔ وہ کُتّوں سے ڈرا۔ اور سانپوں کا اسکو اندیشہ ہؤا۔ اور اندر کے مکانوں سے بھی اُسکو خوف آیا۔ اُس پر خوف اور وہم اور دلی سوزش کا غلبہ ہؤا۔ اور پیشگوئی کی پوری ہیبت اُسپر طاری ہوئی۔ اور وقوع سے پہلے ہی اسکا اثر اس کو محسوس ہؤا۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی امرتسر سے اسکو نکالے آپ ہی ہراساں اور ترساں اور پریشان اور بیتاب ہو کر شہر بہ شہر بھاگتا پھرا۔ اور خدا نے اس کے دل کا آرام چھین لیا۔ اور وہ پیشگوئی سے سخت متاثر ہو کر سراسیموں اور خوفزدوں کیطرح جابجا بھٹکتا پھرا۔ اور الہام الٰہی کا رعب اُس کے دل پر ایسا مستولی ہؤا کہ اسکی راتیں ہولناک اور دن بیقراری سے بھر گئے۔ اور حق کی مخالفت کی حالت میں جو جو دہشتیں اور قلق اُس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمّل	تریاق القلوب
سُرمہ چشم آریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینۂ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
چشمۂ معرفت	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار - پختہ رنگ - عمدہ کوالٹی - قیمت میں ارزاں -

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید - پاپلین (رنگین وسفید) خاکی زین - ٹول - پگڑی کلاتھ - سفید زین و ٹول - بکھن زین نیلی زین - کوری زین - دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ - تنیٹنگ کلاتھ - ٹیبل کلاتھ - نیپکن - تولیئے - جھاڑن وغیرہ -

باوا ایردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر - برانچیں بمبئی - کلکتہ - دہلی - لاہور - کوئٹہ